https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

ماهنامہ مجلہ الحقیقہ (پاکستان)

توحید محبوبان خدا کے کمالات

اداریہ
اے اللہ! صدقہ کملی ﷺ والے کا

اتحاد ملت کی ضرورت و صورت

درس قرآن سرکار ﷺ وسیلہ اخیار

درس حدیث سرکار ﷺ ذریعہ انوار

جولائی 2003ء

آنحضرت ﷺ کی نجدیوں سے نفرت

اسلام کیسے نافذ ہو اور کون کرے؟

حضور نقش لاثانی کے تصور کی برکات

تعظیم و توقیر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

حمد و نعت

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

فاذا فرغت فانصب یہ ملا ہے تجھ کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا

والیٰ الالٰہ فارغب کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا
بنو شافع خطایا

ارے اے خدا کے بندو کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتا چلا بمشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا
نہ اسی نے کچھ بتایا

یہ تصورات باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامل انہیں راست کر خدایا
میں انہیں شفیع لایا

اعلیٰحضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

يا ايها النبى جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم

اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۷۳)

ماہنامہ مجلہ الحقیقہ (پاکستان)

جمادی الاول ۱۴۲۴ھ جولائی 2003ء جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 9

زیر سرپرستی
مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین نقشبندی قادری آسی

مدیر اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد
مدیر مسئول: ابو طلحہ نوری
مدیر منتظم: شمس الدین نقشبندی

فہرست

مجلس مشاورت

صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی
علامہ شفقات احمد نقشبندی
ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری ❁ محمد رضاء الدین صدیقی

زیر اہتمام: حاجی اخلاق احمد نقشبندی

مشیر قانون: غلام فرید چوہدری، ایڈووکیٹ ایم اے ایل ایل بی، لاثانی لاء چیمبرز ہائیکورٹ لاہور
غلام محی الدین خان، ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

زرتعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/124 روپے

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: محمد عمران اکرام — لاثانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر، ریلوے روڈ نزد نیشنل بنک شکرگڑھ

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکرگڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی نگر، شکرگڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

یونس-٦٣

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ

اداریہ

اے اللہ! صدقہ کملی ﷺ والے کا

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

دل گھبرایا ہوا ہے، فکر دم بخود ہے، ذہن ماؤف ہے، ملت کا اساسی تصور دھندلایا جارہا ہے۔ قوم بے حسی کا شکار ہے، امیدیں دم توڑ رہی ہیں، آرزوئیں خون کے آنسو رو رہی ہیں، یاس کے کالے بادل افق پر چھا رہے ہیں، قاتلوں کو مسیحا سمجھا جارہا ہے، مٹانے والوں کے اشاروں پر مٹ رہے ہیں، غریب غرباء پر عرصہء حیات تنگ کر کے 'ریلیف' دیا جارہا ہے، اہل اقتدار بش کا کلمہ پڑھانے پر تلے ہوئے ہیں، اہل اختلاف ڈیسک بجا بجا کر خوش ہو رہے ہیں۔

یقیناً یہ ہمارے اعمال کا نتیجہ ہے اور سچ فرمایا تھا حضرت اکبر الہٰ آبادی نے

جب میں کہتا ہوں کہ اے اللہ میرا حال دیکھ
حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامہء اعمال دیکھ

پھر بھی اے اللہ! ہم تیری رحمت سے مایوس نہیں، تیرے کملی والے محبوب اعظم و اکرم ﷺ نے تیری غیر محدود رحمت کا عقیدہ بخشا ہے۔

لہٰذا اے اللہ اے ارحم الراحمین صدقہ اپنے اسی کملی والے رحمۃ للعالمین ﷺ کا

مشکلیں امت مرحوم کی آساں کردے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

اتحاد ملت کی ضرورت و صورت (۷)

پروفیسر محمد حسین آسی

ابوالکلام آزاد کے اسی قول اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی اسی رباعی سے بات شروع کرتے۔ یہ دونوں متضاد شخصیات کے قول ہی نہیں ہیں، ان سے دونوں کے طرز فکر کا جائزہ بھی لیا جا سکتا ہے۔ ابوالکلام آزاد دس مسلمانوں کو ایک مشرک کے مقابلے میں قربان کرنے پر تلا ہوا ہے، ظاہر ہے اس کے نزدیک ایک مشرک دس مسلمانوں پر بھاری ہے اور دس مسلمان مل کر بھی ایک مشرک کی فضیلت کو نہیں پہنچتے۔ معاذ اللہ، مگر یہ بھی سوچئے کہ کیا اس کے اس طرز فکر کا ماخذ قرآن پاک ہے اور کیا قرآن پاک ہی نے اسے مومن و مشرک کی اس قیمت سے آگاہ کیا ہے؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ قرآن پاک نے تو مشرکوں کو "نَجَسٌ" (گندا اور ناپاک) قرار دیا ہے یا گندگی یا نجاست کی کیا قیمت ہوتی ہے۔ لوگ تو اسے مفت بھی قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ دیکھئے قرآن حکیم

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (التوبہ۔ ۲۸)

"مشرک نرے ناپاک ہیں"

مگر ابوالکلام جو آزاد ہے دین سے، ایمان سے، قرآن سے، اور خالی ہے توحید سے، عشق سے، اور غیرت سے، کے نزدیک ایک گندے مشرک پر دس طیب مومن قربان کئے جا سکتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں بریلی کے مرد قلندر کی جلالی للکار ملاحظہ فرمایئے جس کے نزدیک یہ کلمہ کفر ہے جو اسی قول کی بنا پر بھی ابوالکلام کو مسلمان تسلیم ہی نہیں کرتا وہ فرماتا ہے۔

زا سلامت اگر بہرہ بدے می کردی

برناخن مسلمے فدالک مشرک

(یعنی اے ابوالکلام اگر تجھے اسلام سے تھوڑا بہت تعلق ہوتا تو ایک مشرک پر دس مسلمانوں کو قربان کرنے کی بجائے ایک مسلمان کے ناخن پر ایک لاکھ مشرک قربان کر دیتا۔)

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے مسلمان اور مشرک کے طرز فکر کا فرق خوب بیان فرمایا ہے۔ وہ اہل ایمان جنھیں قرآن پاک نے یہ خوشخبری سنائی ہے کہ

"اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (ال عمران............۱۳۹)

ترجمہ: تمھیں اعلیٰ ہو بشرطیکہ تم مومن ہو۔

مشرکوں سے کیوں ادنیٰ اور انکے مقابلے میں کیوں حقیر یا گھٹیا ہونے لگے پھر خصوصاً جب یہ خوشخبری بھی ایمان کے حوالے سے ہو۔ یہیں سے یہ بات کھل کے سامنے آجاتی ہے کہ جس 'توحید' پر یارلوگوں کو بڑا ناز ہے اور جس توحید کے حوالے سے یہ لوگ اپنے سوا کسی کو بھی مسلمان نہیں سمجھتے ان کے نزدیک بھی اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، صرف ایک نام ہے توحید کا جس کا شاید کوئی معنی نہیں اور جسے بڑی عیاری مکاری سے عام اہل اسلام کو صرف مشرک کہنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ واللہ جس شخص کے دل میں بھی عشق رسول ﷺ موجزن ہوگا، وہ شرک کے قریب تک نہیں پھٹکے گا اور اسے کسی مشرک سے محبت ہوگی بلکہ قرآن پاک نے جب مشرکوں کو نجس کیا ہے تو ان سے بدبو محسوس ہوگی۔ بلکہ جتنا ایمان اور عشق رسول ﷺ زیادہ ہوگا اتنی ہی مشرکوں کی یہ بدبو زیادہ محسوس ہوگی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں تدریس کے دوران مجھے گھر سے نکل کر اس سڑک پہ چلنا ہوتا تھا جس کے ایک طرف عیسائیوں کا گرجا تھا تو خدا شاہد میں یہاں آکر مجبوراً دوسری طرف ہو جاتا۔ مجھے اس تصور میں بھی بدبو سی لگتی ہے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت مریم علیہم السلام کو ہی سہی سچے اللہ کے ساتھ ملا کر معبود قرار دینے کی راہ نکلتی ہو۔ جب میں غور کرتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے، دل یہی جواب دیتا ہے کہ شرک عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت ہی کے خلاف ہے۔ میرے برادران طریقت میں سے ایک نامور اور مخلص شخصیت ہیں ڈاکٹر محمد یسٰن

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

صاحب مدظلہ۔ یہ پہلے نارووال میں تھے، اب لاہور میں منتقل ہو چکے ہیں۔ ان پر بھی 'احسان' کی کیفیت طاری ہوتی ہے اور بعض دفعہ ان کے محرکات بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں۔ مثلاً کوئی کافر مشرک اُن کے پاس بیٹھا ہوتو انہیں اس سے شرک وکفر کی بو آتی ہے اور اگر قریب کوئی مسلمان ہو مگر بے نماز ہو تو بے نماز ہونے پر بھی اس کی بد بو سے اس کا پتہ چل جاتا ہے کہ کفر وشرک کی بو اور طرح کی ہوتی ہے اور بے نماز ہونے کی بد بو اور طرح کی۔

دیکھا نام نہاد مفسر قرآن ابوالکلام آزاد کی ملت اسلامیہ کے بارے میں احساس کمتری کو کہ ایک طرف ایک ناپاک ہندو اور ایک طرف اس پاک خوش عقیدہ مومن مگر اس بد بخت کے نزدیک ایک ناپاک ہندو دس پاک مومنوں سے اعلیٰ وبرتر ہے، اب ایمان کو گواہ بنا کر سوچئے کہ یہ بات کہنے والا ملت اسلامیہ کا فرد ہے یا ملت شرک کا ہے لشکر اسلام کا سپاہی ہے یا لشکر کفار کا، مسلمان اگر ملت اسلامیہ کے اتحاد کے لئے اس کی شمولیت کا انتظار کریں تو کس بھروسے پر اور یہ سوچیں کہ ابوالکلام آزاد کو بھی ساتھ ملالیں کہ ملت کے استحکام کی راہ ہموار ہو تو کیونکر ممکن ہے۔ وہ تو ملت اسلامیہ کے دس افراد کو ملتِ کافرہ کے ایک فرد پر قربان کر رہا ہے اُسے ملتِ اسلامیہ کی بقا کا سودا ہی نہیں، وہ اس کی بقا کے مقابلے میں ملت کافرہ کو ترجیح دیتا ہے۔ خدارا انصاف سے سوچئے آزاد تفسیر لکھے، اسلام کے ارکان پر عمل پیرا ہو مگر اس فکر کافرانہ کی بنا پر جو شخص اس کو پھر بھی ملت اسلامیہ کا ہی فرد سمجھتا ہے، خود فریبی کا شکار نہیں تو کیا ہے۔ ہاں اتحاد ملت اسلامیہ کا خواب دیکھنے والے مخلص افراد کی خدمت میں بصد ادب گزارش ہے کہ اتحاد کی کاوشیں کرنے سے پہلے ٹھنڈے دل سے سوچ لیں کہ کون اپنا ہے اور کون دشمن ہے۔ نام کے اعتبار سے صادق اور جعفر دونوں مسلمانوں کے نام ہی ہیں۔ دونوں نے اپنا بن کر ملت اسلامیہ کی پیٹھ میں اس وقت چھرا گھونپا کہ اگر ایسا نہ کرتے اسلام کی فتح یقینی تھی، سلطان ٹیپو اور سراج الدولہ دونوں مخلص بھی تھے، جانباز بھی تھے مگر افسوس قریبی ساتھیوں کو بھی پہچان نہ سکے۔ صرف اپنے دست راست کو جو در اصل مار آستین تھا، نہ پہچانا (یا پہچاننے کی کوشش نہ کی یا یوں سمجھئے غداروں پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا) اور نتیجہ عملاً اسلام دشمنوں کی یلغار روکنے میں کامیاب نہ ہوسکے بلکہ اسی میدان میں شہید یا گرفتار ہو کر امید کا جو ٹمٹماتا چراغ روشن تھا، گل ہو گیا، بہترین اور مضبوط ترین رکاوٹ دور ہوگئی تو دشمنوں نے چند دنوں میں دلی کا تاج وتخت بھی ویران کر دیا اور پورے برِاعظم کے مالک بن بیٹھے۔ ہمارے پاس اس قسم کے واقعات کی یاد دلانے کیلئے اس قسم کے شعر رہ گئے۔

جعفر از بنگال وصادق از دکن

ننگ قوم وننگ دیں، ننگ وطن

مگر ہم ان سے کیا عبرت سیکھ رہے ہیں۔ قوم کو ان کے ناموں سے ایسی نفرت ہوگئی کہ ان کے ناموں اور ان کے تذکروں سے بھی بد بو آنے لگی۔ جعفر اور صادق واقعی ہمیشہ کیلئے بدنام ہو گئے اور لعنت وملامت کا شکار ہو گئے، مگر از راہ کرم یہ بھی سوچئے یہ دونوں 'مولوی' نہیں تھے، قرآن پاک کے مفسر نہیں تھے، حدیث پاک کا درس نہیں دیا کرتے تھے، انہوں نے کسی پیر طریقت کا لبادہ نہیں اوڑھ رکھا تھا۔ غداری کی، قوم کا مفاد بیچا، چند روز عیش کیا اور پھر ہمیشہ کیلئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے، مگر ان کے علاوہ اس دور میں کچھ مولوی بھی خریدے گئے اور عربیک کالج دلی میں کھول کر کچھ مولوی گھڑے گئے۔ ان سے جو ہو سکتا تھا، انھوں نے بھی اسلام کو نقصان اور دشمنوں کو فائدہ پہنچایا، اسی طرح ان سے پہلے بھی کچھ مولوی گھر سے چلے تھے انگریز کے راستے کی رکاوٹیں دور کرنے کیلئے، 'جہاد' تو ہوتا ہے اللہ کے دشمنوں کے خلاف اللہ کی راہ میں، انھوں نے کیا انگریز کے دشمنوں کے خلاف انگریز کی راہ میں، شہید وہ ہوتا ہے جو اللہ کے نام پر قربان ہو، اللہ کے دین، اللہ کے نبی ﷺ پر قربان ہو اور اللہ کی رضا کیلئے قربان ہو، یہ ہوئے قربان مگر انگریز پر ان کی حکومت پر اور ان کی رضا کیلئے شہید کیونکر ہوئے؟ مگر باتیں بنائی گئیں، تانیں اڑائی گئیں، شانیں بڑھائی گئیں اور حقیقتیں چھپائی گئیں۔ ایسی شخصیت جس نے کلکتہ میں اور پھر بار بار اعلان کیا تا کہ کوئی کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو، اور اونچے سروں سے اعلان کیا تا کہ سب تک پہنچ جائے۔ اور اعلان بھی کیا؟ انگریزوں کے ساتھ جہاد کرنا حرام ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ، اللہ کے ولی اور اللہ کے بندوں سے مدد مانگنے کو حرام کہنے والے کھلے بندوں اللہ کے دشمنوں یعنی انگریزوں سے مدد مانگتے رہے اور مدد مانگتے موت کے منہ میں .... چلے گئے۔ مگر عقیدت ومحبت کا رنگ دیکھئے جس کام کو وہ حرام سمجھتے تھے، ان کے ذمے لگا دیا گیا یعنی انگریز کے ساتھ جہاد کرنے کو یہ کیسے مرید، پیر جسے حرام سمجھے، مرید اسی 'حرام' کا اور وہ بھی اُسی پیر کو مرتکب ٹھہرائیں، حالانکہ ان کو پتا ہونا چاہئے، پیر حرام نہیں کرتا اور کرے تو پیر نہیں۔ پیر بھی مانیں اور ایسے حرامکار بھی مانیں، یہ ہے الٹی مت۔

گر بیاید نرود گر برود باز آید

مگس کفر بود خال رخ وہابی

خیر یہ تو پرانی باتیں ہیں۔ نصف صدی پہلے کی تاریخ کی طرف آیئے تحریک پاکستان جب چل رہی تھی، قیام پاکستان کے سوا مسلمانان برصغیر کے مسائل کا کیا حل

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

تھا؟ اتنے بڑے علاقے میں ایک آزاد مسلم مملکت کتنی ضروری تھی، چنانچہ قائداعظم اوران کے ہمنواؤں نے بہت مدت کے غور وخوض کے بعد حکیم الامت علامہ اقبال کی خود ہستی کے مطابق قیام پاکستان کی تحریک چلائی، مشائخ عظام اور علمائے اہل سنت نے اس سچے اور مفید مطالبے میں قوت بھری۔ اللہ کے فضل وکرم، حضور سرور کون ومکان، رحمت عالم وعالمیاں ﷺ کے تصرف، اللہ والوں کی دعاؤں اور قائداعظم محمد علی جناح جیسے مخلص اور باوفا رہنما کی تگ ودو سے آخر پاکستان بن گیا۔ اس موقعے پر ابوالکلام آزاد اور اس کے ہم نوالہ وہم پیالہ لوگوں کا طرز فکر اور طرز عمل کیا تھا؟ ان لوگوں نے وہی چاہا جو اسلام کے دشمنوں نے چاہا یعنی اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھا اور وہی کیا جو دشمنان اسلام نے کیا یعنی مقدور بھر قیام پاکستان کا راستہ روکا۔ گاندھی، نہرو اور پٹیل وغیرہ مسلمان نہیں تھے، ان سے ہمیں کوئی گلہ نہیں، مگر ابوالکلام آزاد تو خود کو مسلمان کہتا تھا، اسے شرم نہیں آئی۔ پھر یہ بھی ایک چمکتی ہوئی حقیقت ہے کہ گاندھی، نہرو اور پٹیل اپنے کافرانہ نظریات کیلئے کتاب وسنت کی کسی آیت وروایت کا سہارا نہیں لے رہے تھے مگر آزاد اور اسکے بدبخت 'غلام' جو انگریزوں کی غلامی کے بجائے ہندوؤں کی غلامی کیلئے میدان ہموار کرنا چاہتے تھے، کتاب وسنت سے اپنے گمراہ کن دلائل ثابت کررہے تھے...... پھر یہ کس تعجب وتحسر کی بات ہے کہ گاندھی، نہرو اور پٹیل تینوں ہندو اور مسلم کی الگ الگ قومیت کو تسلیم کر گئے مگر ابوالکلام آزاد پھر بھی قائل نہ ہوسکا۔ کتنی بے حمیتی کی بات ہے کہ تینوں نے آزاد کے منہ پر کہا کہ واقعی ہندو اور مسلم الگ قومیں ہیں مگر آزاد پھر بھی مطمئن نہیں ہوا۔ دیکھو اسکی اپنی کتاب India wins Freedom اب اس کا ترجمہ اس کے سوا کیا تھا کہ گویا اسے سمجھا رہے تھے آزاد تم مسلمان ہو، ہماری قوم ہندو سے تمہارا کیا تعلق ہے مگر یہ پھر بھی بے شرمی اور ڈھٹائی سے یہی تاثر دیتا رہا کہ نہیں میں تمہارا ہوں۔ میں تمہارا ہوں۔ پنجابی ضرب المثل ہے "من نہ من، میں تیری رن" یعنی تو مجھے اپنی بیوی تسلیم کر خواہ نہ کر مگر بہر حال تیری ہی بیوی ہوں'۔

اب سوچئے یہ شخص جو خود کو ہندوؤں سے بھی زیادہ 'ہندو' ثابت کر رہا ہے اور ایک غیر اسلامی سوچ میں گاندھی اور نہرو تک سے زیادہ پختہ ہے، اسے ملت اسلامیہ کا فرد کیونکر کیا جانا چاہیے۔ مگر افسوس اس کے مفسر قرآن ہونے کی بنا پر لوگوں نے اسکے سب عیبوں پر پردہ ڈال دیا۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ مولوی نہ ہو کر غداری کرے تو جعفر وصادق کی طرح محض غدار ہے، مگر مولوی ہو کر غداری کرے تو ڈبل غدار ہے۔

۱۹۶۳ء کے لگ بھگ کی بات ہوگی، میں ان دونوں گورنمنٹ ہائی سکول نور پور نورنگا ضلع بہاولپور تدریس کے فرائض سرانجام دیتا تھا۔ ایک 'معقول' نما صاحب آئے اور موجودہ فرقہ ورایت پر بات شروع ہوگئی۔ وہ فرمانے لگے ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں آرہی، وہ بھی قرآن پڑھتے ہیں، یہ بھی قرآن پڑھتے ہیں، وہ بھی حدیث کی بات کرتے ہیں، یہ بھی حدیث کی بات کرتے ہیں، اُن کے ہاں بھی فقہ ہے، اِن کے ہاں بھی فقہ ہے، پھر فیصلہ کیونکر ہو؟ میں نے عرض کیا فرمائیے کیا چور مجرم ہوتا ہے؟ اور اگر چور چور ہونے کے ساتھ ساتھ امام مسجد بھی ہو تو جرم زیادہ محسوس ہوگا کہ نہیں۔ بولے 'ضرور زیادہ ہوگا'۔ عرض کیا 'اگر وہ امام بھی ہو خطیب ہو ہر روز صبح درس حدیث بھی دیتا ہو، ایک چھوٹے موٹے مدرسے کا صدر مدرس اور مہتمم بھی ہو؟ فرمانے لگے پھر تو اس کا جرم کئی گنا زیادہ ہوگیا، میں نے کہا اسی طرح سوچئے۔

کیا گستاخی، رسول ﷺ کفر نہیں ہے؟ بولے ضرور ہے

میں نے عرض کیا "اگر گستاخ پڑھا لکھا ہو اور مولوی بھی ہو تو پھر؟ بولے "زیادہ کفر ہوگا' عرض کیا اگر وہ خطیب، مدرس اور مہتمم مدرسہ بھی ہو تو پھر فرمایا 'کئی گنا زیادہ'۔ میں نے کہا 'اگر وہ قرآن کی آیتوں اور حدیث کی روایتوں سے اپنے گستاخانہ موقف کو مدلل بنانے کی کوشش کرے تو فرمانے لگے "کفر از حد زیادہ" میں نے عرض کیا "لوگ جرم کو سامنے نہیں رکھتے، مجرم کو سامنے رکھتے ہیں اور گومگو کا شکار ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ جس بارگاہ عرش پناہ کی گستاخی کے مرتکب ہورہے ہیں، اس کا حال تو اقبال اور قدسی سے پوچھئے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اسی سے ملتا جلتا ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے، یہ اس سے پہلے کا ہے اور اس کا تعلق بھی قیام بہاولپور سے ہے۔ بات یہ ہے۔ مئی ۱۹۶۳ء میں میرا تبادلہ گورنمنٹ پائیلٹ سیکنڈری سکول سیالکوٹ سے گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر ۱۷۱ ضلع بہاولپور میں ہوگیا۔ سکول میں حاضر ہوتے ہی ہیڈ ماسٹر صاحب سے ابتدائی گفتگو ہی میں ملت کے اتحاد وانتشار کے موضوع پر تبادلہ خیال شروع ہوگیا۔ وہ میرے خیالات سے کوئی نتیجہ نکالنا چاہتے تھے اور میرے مذہبی خیالات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ میں نے بغیر کسی مصلحت کے صاف صاف کہہ دیا کہ جن لوگوں نے 'مولوی' بن کر حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گستاخی کو اپنی زندگی ودوروزہ کا مقصد وحید بنالیا، ملت کے انتشار کا سبب بن گئے اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

آج قوم اتفاق واتحاد سے جتنی دور ہے سب انھیں لوگوں کی وجہ سے ہے۔ اس موقع پر سکول کے عربی ٹیچر مولوی محمد یعقوب صاحب موجود تھے۔ وہ گویا علاقے کے مفتی تھے اور ایک عربی مدرسے کے منتظم ہونے کی بنا پر رمضان المبارک میں پورے علاقے کو تراویح کے امام فراہم کیا کرتے تھے۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور کے فارغ التحصیل تھے اس وقت تک میں انھیں قطعاً نہیں جانتا تھا۔ میں نے اوپر کا اشارہ کیا اور بتایا کہ میرے نزدیک انتشار و افتراق کا اصل سبب وہ علماء ہیں جنھوں نے حضور پرنور ﷺ کی شان میں پہلے خود گستاخیاں کیں۔ پھر دوسرں کو اس کفر غلیظ پر ابھارا تو 'مولانا' محمد یعقوب صاحب فرمانے لگے۔

حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے خوب فیصلہ فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں، کہ یہ لوگ ان لوگوں کی قربانیاں نہیں دیکھتے، ان کے مجاہدے، ان کی تبلیغ اسلام ان کا ذکر و فکر کچھ نہیں دیکھتے، ہاں چھ سات سو صفحات کی کتاب میں ایک دو فقرے نکال لیتے ہیں اور جھٹ کفر کا فتوی لگا دیتے ہیں۔ بس ان کا یہی معیار ہے میں نے کہا واقعی قاری طیب صاحب کا معیار یہی ہوگا مگر خالق کائنات نے یہ معیار نہیں دیا، اس نے فرمایا۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ٥ (الحجرات ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمھارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر نہ ہو۔

میں نے کہا اس آیت سے تو ظاہر ہے (معاذاللہ) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم جیسے حضرات کے لئے بھی یہی قانون ہے کہ اگر وہ بھی خلاف ورزی کریں اور آداب رسالت سے بے نیاز ہو جائیں تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تباہ و برباد ہو جائیں۔ مولوی صاحب کو اور تو کوئی جواب نہ آیا البتہ یا یھا الذین امنوا کے آیت میں شامل ہونے یا نہ ہونے کی بحث شروع کر دی۔ یعنی کچھ کہا تو یہ کہا کہ اس آیت میں یا یھا الذین امنوا نہیں ہے، حافظ قرآن تھے، قرآن پاک لایا گیا تو امید ہے دل میں شرمندہ ہوئے ہوں گے۔

یوں لگتا ہے شیطان ملعون جو بنی نوع انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور ہر قیمت پر انھیں گمراہ دیکھنا چاہتا ہے، اپنی مثال کو سامنے رکھتا ہے، یعنی خلیفۃ اللہ کے بغض اور تعظیم نہ کرنے کے سبب اس کے اپنے لاکھوں ہزاروں سال کے سجدے اکارت گئے یونہی وہ جسے بھی تباہ کرنا چاہتا ہے اسے اسی راہ پر گامزن کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ پہلے دل میں یہ بات بٹھاتا ہے کہ میں بہت اعلیٰ ہوں، میں اپنے سے زیادہ کسی کو اعلیٰ کیوں مانوں، پھر جس کو اعلیٰ ماننے کی دعوت دی جا رہی ہے، بشر ہی تو ہے، جب میں بھی بشر ہوں اور یہ بھی بشر ہے تو پھر وجہ امتیاز کیا رہی۔ اپنے بارے میں غرور و تکبر، محبوبان خدا کے ساتھ ہمسری و برابری اور ان کی مخصوص عظمت کا انکار، پھر ایک ایسی شخصیت سے مسحور و متاثر کرنا جو اپنے دور میں تمام شیطانی قوتوں کی نمائندہ ہو اور شیطانی نظام کی روح رواں ہو، اللہ کے بندوں سے دوری اور شیطان کے بندوں سے اتنی قربت کے بعد دوسروں کو پھانسنے کے لئے دام ہمرنگ زمین بچھانا یعنی اپنی صالحیت کا ڈھونگ، اپنے جھوٹے تقویٰ اور شکل و صورت سے خود کو مومن صالح منوانے کی تدبیریں، اس سلسلے میں شیطانی الہاموں کے سہارے اور جھوٹے خوابوں کی کثرت۔ ارد گرد دیکھ لیں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ نجد و دیوبند کے بارے میں جو تصورات عام کئے گئے ان میں کتنوں کی بنیاد خوابوں پر ہے۔

شیطان نے بنی آدم کے کثیر التعداد افراد کو بشریت اور ہمسری کے مسئلے میں الجھا کر حق قبول کرنے سے روکا انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت سے جو اس الجھن سے نکل گئے نکل گئے باقی اکثر تباہ و برباد ہوتے رہے۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ اللہ کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ ان کی بعثت سے حق بالکل واضح ہو گیا اور اس طرح واضح ہوا کہ اس کی مزید وضاحت کے لئے کسی نبی کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ اسلام کی قوت و شوکت سے مرعوب ہو کر کفر کے کچھ فرزندوں نے نفاق کا روپ دھار لیا۔ منافقین صدر اول سے اپنی اسلام دشمن کاروائیاں چھپ چھپ کر سرانجام دینے کے عادی رہے ہیں۔ تاہم مقام نبوت سے بغض و عناد ہی ان سب کی بڑی فکری بنیاد رہی ہے اور اس کا اظہار عموماً نبی کی بشریت پر زور، نبی سے ہمسری کا شور، نبی کے فضائل کے انکار اور نبی سے بغاوت پر اصرار جیسے عنوانات تحریر و تقریر سے ہوتا رہا ہے۔ اللہ کے محبوب بندوں کو خاطر میں نہ لانا اور اللہ کے دشمن پر تن من دھن وارنے کے لئے تیار رہنا اس کی دو بالکل ظاہری علامتیں ہیں۔ ایمانداری سے سوچئے کیا دور حاضر میں ہم نے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

ایسے مناظر نہیں دیکھے۔

گاندھی کیا تھا؟ کون تھا؟ اس میں کونسی خوبی تھی؟ کس مذہب کی آغوش میں اس نے تربیت حاصل کی؟ اور کونسی کتاب تھی جسے پڑھ کر وہ عقل سے ماورا کسی عروج کو پہنچا اور کونسا ایسا استاد تھا جس نے اس کی تربیت کر کے اسے علم و عرفان کی تمام منازل طے کرادی ہیں۔

ہاں ہاں اس کے پاس قرآن پاک کی روشنی نہیں تھی، اسلام پر اسے ایمان نہیں تھا، نورِ توحید سے یکسر خالی اور شرک اس کے رگ و ریشہ میں سمایا ہوا تھا۔ کسی بندۂ مقرب کی غلامی اور تربیت سے مشرف نہیں تھا۔ قرآن پاک نے بنی نوع انسان کے جس گروہ کو نجس فرمایا ہے، وہ بھی اسی کا ایک فرد تھا پھر بھی اسے مہاتما (یعنی معاذ اللہ روح اعظم) کہنا قرآن کی، ایمان کی، اسلام کی اور توحید و تصوف کی توہین ہے، اسے عام درجے کے مسلمان کے برابر سمجھنا جائز نہیں چہ جائیکہ انسان مسلمان ہو کر اس کی محبت میں دیوانہ ہو جائے مگر ایمان فروش مولویوں نے پہلے خود اس کے عشق میں اپنا سب کچھ لٹا دیا اور دوسروں کو اس کے آستانِ عظمت پر جھکاتے رہے۔ تا آنکہ یہ سلسلہ یہاں تک پہنچا کہ

مولانا ظفر الملک علوی ایڈیٹر 'الناظر' لکھنو نے کہا

"اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے"

کسی نے گایا،

'صرف زبانی جے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا بلکہ اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرو گے تو خدا کو راضی کرو گے۔'

کوئی چہکا،

'میں اپنے لئے بعد رسول مقبول ﷺ گاندھی جی ہی کے احکام کی متابعت ضروری سمجھتا ہوں'

کوئی چلایا،

'گاندھی کو اپنا رہنما بنالیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں، میرا حال تو سردست اس شعر کے موافق ہے'

عمرے کہ بآیات و احادیث گزشت
رفتی و نثار بت پرستی کر دی !!،،

ان رہنمایان گرامی قدر نے صرف اس پر ہی بس نہیں کی بلکہ:

جامع مسجد دہلی کے منبر پر شردھانند سے تقریریں کروائی گئیں، ایک ڈولی میں قرآن کریم اور گیتا کو رکھ کر جلوس نکالے گئے، مسلمانوں نے قشقے لگائے، گاندھی جی کی تصویروں اور بتوں کو گھروں میں آویزاں کیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کرشن کا خطاب دیا گیا، وید کو الہامی کتاب تسلیم کیا گیا۔

(الرشاد از سید محمد سلیمان اشرف صدر شعبہ علوم اسلامیہ علی گڑھ)

اس طوفان بدتمیزی بلکہ طوفانِ الحاد کا سب سے موثر اور کامیاب مقابلہ کرنے کے لئے اسلام کا مایہ ناز سپوت، عشقِ رسول ﷺ کا پیکرِ جمیل، حمیتِ توحید کا مجسمہ، بریلی کا مردِ قلندر یعنی مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ میدان میں آگئے، جس کی آوازِ حق کے سامنے سب آوازیں پست ہوگئیں، جس نے بعض سے توبہ کرائی اور بعض کو ساکت و صامت کیا اور آخر کار قوم سمجھ گئی عشقِ رسول ﷺ سے خالی ملامت کے لئے کتنے خطرناک ہیں۔ سچ فرمایا تھا ہادیٔ اعظم، پیغمبرِ اُمّم، رسولِ اکرم، نبیٔ محتشم، شفیعِ محترم حضور سید عالم نورِ مجسم ﷺ نے،

"اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ كُلُّ مُنَافِقٍ عَلِیْمِ اللِّسَانِ"

ترجمہ: بیشک اپنی امت کے بارے میں جسے سب سے زیادہ خوف ناک سمجھتا ہوں وہ ہے ایسا ہر منافق جو علم کی باتیں کرے۔

تھا ضبط بہت مشکل اس سیل معانی کا
کہہ ڈالے قلندر نے اسرارِ کتاب آخر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

درس قرآن

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم

وسیلۂ اخیار

غلام مصطفےٰ امجدی ایم اے

فرمان رب افلاک ہے

☆......اور وہ اس سے پہلے فتح مانگتے تھے، کافروں پر (اس نبی کے وسیلے سے) تو جب آیا ان کے پاس وہ (نبی) جسے وہ جانتے تھے، تو انکار کردیا اس کے ماننے سے ،سو لعنت ہو، اللہ کی کفر کرنے والوں پر۔ (القرآن)

اشارات

☆......اس آیت کریمہ میں اہل کتاب کی ہٹ دھرمی اور احسان فراموشی کا ذکر ہے

☆......اہل کتاب آمد مصطفےٰ سے پہلے ان کے وسیلے سے فتح ونصرت کی دعا مانگا کرتے تھے، امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے ان کی دعا کے یہ الفاظ لکھے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِحَقِّ نَبِیِّکَ الَّذِیْ وَعَدْتَنَا اَنْ تَبْعَثَہٗ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْیَوْمَ عَلٰی عَدُوِّنَا فَیُنْصَرُوْنَ۔" یعنی اے اللہ ہم تجھ سے اس نبی اکرم ﷺ کے وسیلے سے التجا کرتے ہیں جس کی بعثت کا تم نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے آج ہمیں، ہمارے دشمنوں پر فتح عطا فرما، پس انھیں فتح دی جاتی۔

☆......رب کریم ان کو وہ باتیں اور عقیدتیں یاد دلا رہا ہے، لو وہ محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ جلوہ فرما ہو چکا ہے۔ جسے تم اچھی طرح پہچانتے ہو،

☆......معلوم ہوا حضور پرنور سراپا رحمت ﷺ کا ذکر پہلی قوموں میں بھی جاری و ساری تھا اور انکے لئے بھی ذریعہ حیات اور وسیلہ نجات ہوا کرتا تھا۔

☆......اگر ذکر موجود تھا تو مذکور کیوں موجود نہیں تھا۔ مذکور کا نور بھی پاک صلبوں سے پاک رحموں کی جانب منتقل ہوتا جارہا تھا اور خدا کی ساری خدائی کا مشاہدہ فرماتا جارہا تھا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور ﷺ کی انبیاء کرام اور ان کی اقوام کے بارے میں گواہی کو آخری گواہی قرار دیا ہے، فرمایا وَجِئْنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَھِیْدًا اور ہم آپ کو ان تمام (قوموں) پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (القرآن) گواہی تو اسی کی معتبر ہوتی ہے جس نے وقوعہ کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو، معلوم ہوا کہ ذکر بھی تھا اور مذکور بھی تھا۔

☆......فلما جاءھم کے الفاظ میں میلاد مصطفےٰ کی حسین جھلک ہے۔ میلاد میں آپ کی تشریف آوری کا ذکر ہوتا ہے، تو دیکھئے قرآن پاک کس خوبصورتی سے آپ کا میلاد بیان فرما رہا ہے۔

☆......حضور پرنور ﷺ کی آمد کو ماننے والے اور آمد کا انتظار کرنے والے، انکار کرنے لگے۔ اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ نے آمد محبوب کی ناقدری اور ناشکری کرنے والوں کو لعنتوں کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ یہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ جو لوگ آمد محبوب کی قدر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں، وہ اس کی رحمتوں کے سزاوار ہیں۔

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

جو کملی والے کا میلاد مناتے ہیں

☆......آمد مصطفےٰ ﷺ کی ناقدری کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اسی لئے نواب صدیق حسن بھوپالی نے الشمامۃ العنبر یہ میں لکھا ہے کہ جسے حضور ﷺ کی آمد کی خوشی نہیں وہ مسلمان ہی نہیں۔گویا سرکار کا انکار ہر چیز کا انکار ہے۔توحید کا انکار ہے،اسلام کا انکار ہے،قرآن کا انکار ہے،ایمان کا انکار ہے۔

☆......اگر ایک شخص کہتا ہے کہ میں خدا کو مانتا ہوں مگر حضور ﷺ کے فرمانے پر نہیں مانتا بلکہ میں تو کائنات کے مظاہر پر غور کرنے سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا موجود ہے۔کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ ہرگز نہیں، پھر ایک شخص کہتا ہے مجھے کیا خبر کہ کائنات کے مظاہر کیا ہیں، میں تو اپنے نبی ﷺ کے فرمان پر اعتماد کرتے ہوئے خدا کو موجود مانتا ہوں، کیا ایسا شخص مسلمان ہے؟ ہاں بالکل وہ مسلمان ہے۔اسی لئے تو آپ ﷺ کی ذات گرامی کو تورات میں حِرْزً الِّلاُمِّيِّيْنَ یعنی ان پڑھوں کا پاسبان کہا گیا ہے،(بخاری شریف) کاش غور کیا جائے کہ جب ہمارا عقیدہ توحید بھی اس محبوب کی شان وعظمت کو تسلیم کرنے اور نہ کرنے پر منحصر ہے۔تو ہم کیوں نہ اس کے نیاز مند بن کر رہیں۔

☆......ذات مصطفےٰ ﷺ کی ضرورت واہمیت کو آپ اس طرح بھی دیکھ سکتے ہیں کہ دنیا میں اربوں انسان ایسے ہیں جو خدا کو مانتے ہیں لیکن مصطفےٰ کو نہیں مانتے، ہمیں کوئی ایک انسان ایسا بتایا جائے جو مصطفےٰ کو مانتا ہو لیکن خدا کو نہ مانتا ہو، ارے جو خدا کو منوانے کے لئے جلوہ گر ہوا، اسی کے وسیلے کا انکار کرنا دنیا کی کتنی بڑی حماقت اور جہالت ہے۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

☆......ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے وسیلے کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا ہے، فرمایا" يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ "اے ایمان والو،اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔(القرآن)

☆......یہاں وسیلہ کی تلاش کو تقویٰ کی علامت ٹھہرایا گیا ہے، گویا جو اللہ کو حاصل کرنے کے لئے وسیلہ کو تلاش نہیں کرتا اور مغرور ہو کر بیٹھا رہتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے ہرگز نہیں ڈرتا۔

☆......مولوی اسمٰعیل دہلوی نے بھی "صراط مستقیم" میں "الوسیلہ" سے مرشد کامل کی ذات کو مراد لیا ہے۔اگر مرشد کامل "الوسیلہ" ہو سکتا ہے تو تمام مرشدین کا سردار کیوں نہیں ہو سکتا۔بلکہ سب سے پہلے تو وہی سید المرشدین اور امام الراشدین "الوسیلہ" ہے جس کے دم قدم کی برکتوں سے مرشدین کو ارشاد کی دولت نصیب ہوئی۔

☆......اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، ایسے قریب کو تلاش کرنے کے لئے کسی اور کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے، یہ کہنا نری جہالت بلکہ بغاوت ہے ،سوال یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمھارے کتنا قریب ہے، سوال یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب ہو، تم تو اس سے بہت دور ہو، اس کے مقرب ہونا چاہتے ہو تو "الوسیلہ" تلاش کرو، جب تم کہتے ہو کہ عبادت وریاضت اس لئے کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو جائے۔کیا اس وقت اللہ تعالیٰ تمھاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب نہیں ہوتا۔بھئی اگر تمھاری مشکوک عبادت وریاضت قرب خداوندی کا موجب ہے اور وسیلہ ہے تو ذات مصطفےٰ وسیلہ کیوں نہیں، جس کی ہر ادا کو اللہ تعالیٰ نے شان محبوبیت سے سرفراز فرمایا ہے۔اپنے نماز روزے پر فخر ہے اور جس کے بتانے سے نماز، نمازی، روزہ، روزہ کہلایا، اس پر کوئی فخر نہیں، آہ، افسوس ہے۔ایسے عناد ہے۔

اُف رے منکر یہ بڑھا جوشِ تعصب آخر
بھیڑ میں ہاتھ سے کمبخت کے ایمان گیا
انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہ الحمد میں دُنیا سے مسلمان گیا

☆☆☆☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

ذریعۂ انوار

غلام مصطفیٰ ایم اے مجددی

حدیث صاحب لولاک ہے۔

☆......حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کی بارگاہ میں ایک نابینا حاضر ہوا، اور عرض کی مجھے بینائی چاہیے۔ آپ نے فرمایا "جا کر وضو کرو اور دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا مانگو 'اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، تیرے نبی حضرت محمد نبی رحمت ﷺ کے وسیلے سے، یا محمد ﷺ میں اپنی اس حاجت میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو رہا ہوں۔ تا کہ وہ پوری کردی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۷)

اس نابینا نے یہ عمل کیا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

اشارات

☆......یہ حدیث مبارک ترمذی شریف کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابوں میں مروی ہے۔

☆......اس حدیث پاک سے معلوم ہوا اپنے مسائل و مشکلات کو حضور پر نور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرنا صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔

☆......حضور پر نور ﷺ ہر مشکل کا حل لے کر دنیا میں جلوہ گر ہوئے تا کہ کوئی انسان مایوس نہ چلا جائے۔ اس بارگاہ کا راستہ خود رب کبریا نے دکھایا ہے۔

☆......اس حدیث پاک میں جہاں یا اللہ کہنا ثابت ہے وہاں یا محمد، (یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ) کہنا بھی ثابت ہے۔

☆......یا رسول اللہ کہنا شرک ہوتا تو حضور پر نور ﷺ کبھی اس کی تعلیم نہ دیتے۔

☆......یہ فرمان پاک اس خاص آدمی کے لئے مخصوص نہیں، تمام امت صدق دل سے عمل کر کے مستفیض ہو سکتی ہے۔

در فیض محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے ﷺ

☆......صحابہ کرام، حضور پر نور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد بھی اس سے فیض اٹھاتے رہے، جیسا کہ مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۷۹ پہ ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے امیر المومنین حضرت عثمان سے کام ہے، مگر آپ مصروفیات کی وجہ سے توجہ نہیں فرما رہے، آپ نے اسے یہی عمل اور دعا سکھائی، اس نے اس پر عمل کیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس کا کام فوراً کر دیا۔ معلوم ہوا یہ عمل صحابہ کرام کا معمول تھا۔

☆......حضور پر نور ﷺ کے وسیلہ سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

☆......حضور پر نور ﷺ سے سوال کرنا، رحمت خدا سے سوال کرنے کے مترادف ہے اسی لئے ایمان والے محبوب خدا سے مانگتے ہیں

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ

☆......حضور پر نور ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد بھی حضور ﷺ کا وسیلہ جائز ہے۔ کیونکہ آپ مزار اقدس میں زندہ ہیں اور ہر امتی کی فریاد کو سماعت فرماتے ہیں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

☆...... حضور نبی اکرم ﷺ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر مبارک میں اترے اور یہ دعا کی ”تمام تعریفات اللہ کے لئے، جو زندگی عطا کرتا ہے، اور موت دیتا ہے۔ وہ زندہ ہے، کبھی نہیں مریگا، اے اللہ میری امی جان فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو بخش دے، قبر میں منکر نکیر کے جوابات دینے کی توفیق عطا فرما، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے جو انبیاء کرام گزر چکے ہیں کے وسیلے سے، بے شک تو ہی بہترین رحمت کرنے والا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۳ ص ۲۱)

☆...... یہ حدیث پاک بتا رہی ہے کہ انبیاء کرام کی حیات ظاہری کے بعد ان کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے اور خود نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

☆...... حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد اللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر حضور انور ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہو کر آپ کے وسیلہ جلیلہ سے اہل اسلام کی فتح و نصرت کی دعا مانگی، دعا کے الفاظ یہ ہیں،...... اے اللہ! ہم تیرے دربار میں تیرے اس برگزیدہ نبی اور پسندیدہ ترین رسول ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے جن کا وسیلہ پیش کیا تو تو نے ان کی دعا قبول کر لی اور ان کی خطا معاف فرما دی۔ اے خدا! عبد اللہ کا سفر آسان کر دے اور طویل راستہ مختصر کر دے، اپنے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کی امداد فرما دے، بیشک تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔ (فتوح الشام ص ۱۳۲)

☆...... یہ روایت بھی بتا رہی ہے کہ سرکار ابد قرار ﷺ ذریعہ انوار ہیں۔ آپ کے دم قدم سے دعا قبول ہوتی ہے اور مشکل آسان ہوتی ہے۔

☆...... سنن دارمی شریف میں ہے کہ مدینہ منورہ میں شدید قحط سالی ہوئی۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ”لوگو آپ کی قبر انور کے اوپر چھت میں سوراخ کر دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ نہ رہے“ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو زبردست بارش ہوئی جس سے سبزہ عام ہو گیا، اور اونٹ موٹے ہو گئے، اور ان کے بدن چربی سے بھر گئے۔ اس سال کا نام ”عام الفتق“ پڑ گیا۔

☆...... بخاری شریف مس حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ پاک کے بارے میں بڑی واضح حدیث موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے طفیل امت مرحومہ کو بارش عطا فرمائی۔ اگر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے کا یہ عالم ہے تو حضور سید الناس ﷺ کے وسیلے کی کیا شان ہوگی۔

☆...... حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ وصال مصطفٰی ﷺ کے تیسرے دن ایک اعرابی، سرکار کے مزار اقدس پر آیا اور اس نے اپنے گناہوں کا رونا رویا، استغفار کی، اسی وقت روضہ اقدس سے آواز آئی، اے آنے والے تیرے گناہ بخش دیئے گئے۔ (تفسیر قرطبی جلد ۵ ص ۶۵)

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

نعت رسول مقبول ﷺ

بے نور زندگی کا سلیقہ ترے بغیر
بے کیف زندگی کی تمنا ترے بغیر

زلفِ دوتا کی شبنمی دو بوند اس طرف
پیاسا ہے میرے فکر کا صحرا ترے بغیر

تیرے حضور مدحت سرا ہیں کلیمِ طور
کس نے خدا کے حسن کو دیکھا ترے بغیر

مشکل میں اور کس کو پکاریں ترے سوا
مشکل میں کون ہوگا ہمارا ترے بغیر

تیرے کرم کو دیکھ کر سوچا ہزار بار
کتنا کڑا تھا وقت جو کاٹا ترے بغیر

تیرا غلام زار بھی آئے ترے حضور
کیسے بجھا بجھا سا ہے تنہا ترے بغیر

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

(۳۱)

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

دیکھا آپ نے اور غور کیا

اللہ احکم الحاکمین اپنے محبوبِ اعظم، حبیب اکرم ﷺ کو من اللہ نور فرما رہا ہے، (اس شان کا نور جس سے دوسرے انوار کو کوئی نسبت ہی نہیں کیونکہ من اللہ ہے یعنی اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا مبداء و مطلع عالم بالا ہے)

خود حبیب مکرم الصادق اور الامین ﷺ فرما رہے ہیں،

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" ترجمہ: یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا گویا حضور ﷺ نور کی حیثیت سے پیدا ہوئے (اور بشر کے لبادے میں جلوہ گر ہوئے)

آپ نے گذشتہ شمارے میں حضرت علامہ حافظ شفقات احمد صاحب مدظلہ کا تحقیقی مضمون بعنوان نورانیت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا پڑھ لیا ہوگا۔ اس میں انھوں نے دلائلِ قاہرہ وواضحہ سے حضور پر نور ﷺ کی نورانیت کا عقیدہ پیش کیا ہے۔

اس میں یہ حدیث پاک بھی آگئی۔

یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ ....الخ

ترجمہ: اے جابر بیشک اللہ تعالیٰ نے (سب) اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا۔ (مصنف عبدالرزاق اور متعدد کتابیں)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کسی چون و چرا کے بغیر تسلیم کیا ان روایات نور کو امت تک پہنچایا اور اپنے اشعار وخطبات کو اس عقیدہ نور کے ذکر سے چمکاتے رہے بلکہ اس حد تک مانتے رہے کہ اعلیحضرت کے اس شعر کا اصل ماخذ انھیں کی طرزِ فکر ہے یعنی

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور ترا سب گھرانا نور کا

رہ گئی دلیل اس کی تو وہ ہے خلیفہ راشد امیر المومنین حضرت سید عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مشہور و معروف لقب "ذوالنورین" اس کے لئے کہتے ہیں کہ ان کو حضور انور مالک کوثر ﷺ کی دو صاحبزادیوں حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا باری باری شوہر نامدار ہونے کا شرف حاصل ہے گویا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک حضور پر نور ﷺ کی صاحبزادیاں بھی نور ہیں اور اس پر کوئی نکیر بھی نہیں یعنی کسی ایک صحابی نے بھی آپ کے ذوالنورین ہونے یا حضور پر نور ﷺ کی کسی لخت جگر کے نور ہونے کا انکار نہیں کیا۔ اسلام کے اس زریں ترین دور میں حضور اکرم ﷺ کو کافروں اور منافقوں نے بشر کہا یا خود حضور پر نور ﷺ نے تواضع کے طور پر اور حضور ﷺ کا خود کو تواضع کے طور پر اَنَا بَشَرٌ مثلکم (یعنی میں تم جیسا بشر ہوں) حسنِ سیرت کا ایک نہایت چمکتا ہوا عنوان ہے۔ اسی لئے اس سے پہلے قل ہے یعنی اے حبیب تم فرماؤ۔ اور یہ فرمانا ظاہر ہے تواضع کے طور پر ہی ہے جب کہ ترجمان القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمائی ہے۔

عَلَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی رَسُوْلَہُ التَّوَاضُعَ (تفسیر خازن ومعالم التنزیل مصری)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تواضع کی تعلیم دی

کیوں نہ ہو حضور پر نور ﷺ کو ادب سکھانا ان کے خالق و مالک و معلم و مربی کی ذمہ داری ہے، اسی لئے فرماتے ہیں۔

"اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ" (الجامع الصغیر از سیوطی)

ترجمہ: میرے رب نے مجھے ادب سکھایا چنانچہ خوب ادب سکھایا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

انبیائے معصومین علیہم السلام کی تواضع کے انداز قرآن حکیم میں ایک سے زیادہ بار مذکور ہوئے ہیں مثلاً حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا عرض کرنا

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الاعراف۔۲۳)

ترجمہ: دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم نے اپنا آپ برا کیا، اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

دیکھیے حضرت آدم علیہ السلام اپنے لئے ظلمنا انفسنا یعنی ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا فرمارہے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا ان کے لئے یہ الفاظ استعمال کرسکتا ہے۔ (ہاں حافظ سعید کے سوا بہت مشکل ہے) کیوں؟ اس لئے کہ نبی کا تواضع اور عجز وانکسار کے طور پر اپنے بارے میں کچھ فرمانا دوسروں کے لئے تواضع کی دلیل تو بن سکتا ہے، مگر اسے حقیقت نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کا التجا کرنا اور کہنا۔

اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (الانبیاء۔۸۷)

ترجمہ: بیشک مجھ سے بے جا ہوا

نبی معصوم ہے، اپنے اللہ کی بارگاہ میں پیش ہورہا ہے تو عجز وانکسار کے ساتھ ہی ہونا چاہیے، یہی بندگی کی اصل روح ہے مگر کم نظر اور کم ظرف لوگ اسے نہیں سمجھتے اور جھٹ ایسے کلمات کو دلیل بنا کر جو اول فول منہ میں آئے، بکتے جاتے ہیں۔ بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں جس جس ادب سے حاضر ہو، قابل تعریف ہے یا اللہ اپنے بندے کے لئے کسی حکمت کے پیش نظر جو کچھ بھی فرمائے، مالک ہے۔ دوسروں کو حق نہیں پہنچتا کہ بغیر ادب واحتیاط کے جو واہی خیالات ذہن سے ابھرتے جائیں، انھیں زبان پر لاتے جائیں۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

"خواجہ را میرسد کہ با بندہ خود ہر چہ خواہد بگوید و بکند و استیلا و استعلا نماید و بندہ نیز با خواجہ بندگی و فروتنی کندے دیگرے راچہ مجال دیارائے آنکہ دریں مقام درآید و دخل کند واز حد ادب بیروں رود وایں مقام پائے لغز بسیارے از ضعفاء و جہلا و تضرر ایشان است "ملخصا" (مدارج النبوۃ کشوری ج ۱)

ترجمہ: آقا کو اختیار ہے کہ وہ اپنے بندے کو جو چاہے کہے اور کرے اور عظمت وسطوت کا اظہار کرے اور غلام بھی اپنے آقا کے روبرو بندگی اور عجز کا اظہار کرے کسی دوسرے کی کیا مجال وطاقت ہے کہ اس مقام میں آکر مداخلت کرے اور حد ادب سے باہر نکلے۔ یہ مقام بہت سے ضعیفوں اور جاہلوں کی لغزش کا اور ان کے ضرر کا ہے۔

بت ہو رہی تھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طرز فکر وبیان کی، جو یہ ہے کہ جس طرح آج بھی نعت کا ایک اہم عنوان حضور پرنور ﷺ کی نورانیت ہے، صدر اول میں بھی یہی صورت حال تھی بلکہ حق یہ ہے بعد والوں نے نعت کا انداز اور نعت کے مضامین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس طرح عشق وادب میں ساری امت کے امام اور استاد ہیں یونہی اظہار عشق وادب میں بھی بعد میں آنے والوں کے مقتدا و پیشوا ہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے قرآن پاک اپنے رب سے سیکھا۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ (الرحمٰن: ۱۔۲)

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا

اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن پاک خود حضور پرنور ﷺ سے سیکھا۔

یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (ال عمران۔۱۶۴)

ترجمہ: رسول ان (مومنوں) کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔

لہٰذا بعد کی امت میں کوئی بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہتر قرآن کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ان سے زیادہ اس پر عمل کرسکتا ہے۔ جب یہ حضرات اپنے اشعار میں حضور پرنور ﷺ کو "نور" کہتے ہیں تو بعد والوں کا بھی وطیرہ ہوگیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور پرنور ﷺ کی یکتائی کی دہائی دیتے ہیں تو کس کو جرات ہے کہ اس راستے سے ہٹے۔ ہاں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع اجماع امت کی خشت اول ہے اور ان کا طرز عمل دوسروں کے لئے حجت قطعیہ ہے۔ بلاشبہ وہ میعار حق ہیں، پوچھئے قرآن پاک سے فتوی۔ "فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ"

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو ہدایت پاگئے اور اگر منہ پھیریں تو وہ نری ضد میں ہیں۔

ویسے بھی کسی کا تعارف کرانا ہو تو وصف مشترک سے نہیں کرایا جاسکتا۔ مثلاً آپ اپنے کسی دوست کا تعارف کسی اور دوست سے کرانا چاہتے ہیں تو یہ نہیں کہیں گے کہ جی یہ ایک بشر صاحب ہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ وہ بشر ہیں۔ پوچھنے والے کا مطلب بھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ بشر ہیں یا کوئی اور مخلوق۔ بشریت تو واضح ہے، اگلی بات کیجئے جو مخصوص ہو۔ مثلاً مولانا ہیں، پرنسپل ہیں، جج صاحب ہیں یا ڈاکٹر صاحب ہیں۔ اگر اسی بشریت پر ہی اصرار کریں گے تو اس کا مطلب یہ لیا جائے گا کہ آپ انھیں مولانا پرنسپل

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

جج یا ڈاکٹر نہیں مانتے۔
کفار انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت کے جواب میں انھیں بشر مثلنا (ہم جیسے بشر) کہنے پر زور کیوں دیتے تھے، اس سے ان کا مقصود یہی ہوتا تھا کہ ہم آپ کو نبوت سے سرفراز نہیں مانتے۔ ان کے نزدیک نبی کو بشر کے لباس میں نہیں آنا چاہیے اور آئے تو وہ نبی نہیں رہتا۔ انھیں سمجھایا جاتا کہ نبی کا لباس بشریت میں آنا تمھارے فائدے کے لئے اور تمھیں فیض دینے کے لئے ہے۔ اگر انسانوں کی ہدایت کے لئے کفار کے مطالبے کے مطابق کوئی فرشتہ بھی آتا تو بشر کے لبادے میں آتا۔ مگر شرک و کفر کی ظلمتوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کی سمجھ میں نور کہاں سے آئے۔ کتنا احمقانہ معیار تھا ان کا، ایک طرف وہ جانوروں، درختوں، ندیوں پہاڑوں کو بھی خدا مان لیتے تھے۔ دوسری طرف وہ بشر کا نبوت کے مقام تک پہنچنا محال جانتے تھے۔ گویا ان کے نزدیک ہر چھوٹی بڑی چیز خدا تو ہوسکتی ہے مگر نبی ہونے کے لئے فرشتہ ہونا شرط ہے۔ انھیں بتایا جاتا تھا کہ جسے تم اپنے جیسا دیکھ رہے ہو، یہ صرف دیکھنے کی حد تک ہی تم جیسا ہے ورنہ جو اس میں صلاحیتیں اور طاقتیں ہیں وہ فرشتوں میں بھی نہیں۔ وہ اللہ جو سب کا خالق، مالک ہے اس نے ایسے ہی بشر کو اپنی خلافت سے نوازا تھا اور سب فرشتوں کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے علم سے ان کا علم کم اور اس کی قدرت وطاقت سے فرشتے کی طاقت کم۔ فرشتے اس کے نوکر ہیں، خادم ہیں مگر اخلاقی اعتبار سے نہایت ہی پستی میں گرے ہوئے لوگ جب اپنی اور ساتھیوں کی بشریت کے کرتوت دیکھتے تھے تو احساس کمتری کا شکار ہو کر سمجھ بیٹھتے تھے بشر سراپا شر ہوتا ہے، کسی بڑے منصب کے لائق کہاں۔ انبیاء علیہم السلام فرماتے تھے جیسا بشر تمہارے تصور میں ہے، واقعی اس سے خیر کی توقع کم ہے مگر جس پر اللہ فضل فرمادے اور جسے گویا اللہ بشریت کی رذالتوں سے نکال کر صالحیت کی جلالتوں تک پہنچادے، اس کے مقام کو فرشتے پا تو کیا سمجھ بھی نہیں سکتے۔

قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط (ابراھیم۔۱۱)

ترجمہ: ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم ہیں تو تمہاری طرح انسان مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرماتا ہے۔

دیکھئے بشر پر اللہ کا خصوصی فضل ہوتا ہے تو اسے نبوت ورسالت کے لئے منتخب فرمالیتا ہے اور اس کی صلاحیتوں میں کئی گنا اضافہ کردیتا ہے۔

"اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ" ط (الانعام۔۱۲۴)

ترجمہ: اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔

آیئے ان مخصوص صلاحیتوں کی بہار دیکھیں

نبوت اور سامعہ: حضرت سلیمان علیہ السلام پرواز میں ہیں۔
چیونٹیوں کی ملکہ انھیں بلوں میں گھس جانے کا حکم دیتی ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (النمل۔۱۹)

ترجمہ: تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا

نبوت اور شامہ: (سونگھنے کی طاقت) برادرن یوسف علیہ السلام کا قافلہ آپ کا پیراہن لے کر مصر سے چلتا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام ملک شام میں فرماتے ہیں۔ "وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ أَبُوْهُمْ إِنِّيْ لَأَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُوْنِ ۝ (یوسف۔۹۴)

ترجمہ: جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں ان کے باپ نے کہا بیشک یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے۔

نبوت اور مشاہدہ: ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں رب نے فرمایا

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" (الانعام۔۷۵)

ترجمہ: اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمینوں کی

مفسرین کے مطابق آپ کو ایک پتھر پر کھڑا کر کے فرمایا گیا کہ اوپر دیکھو تو اوپر کی ہر چیز دکھائی گئی پھر نیچے دیکھو تو تحت الثریٰ تک ہر چیز دکھائی گئی

اس ساری وضاحت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ بشر پر خصوصی توجہ دے کر اسے نبوت سے سرفراز فرماتا ہے تو اس کی صلاحیتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ پھر وہ عام بشر نہیں رہتا۔ دیکھنے میں تو وہ بشر ہی نظر آرہا ہے جس طرح حضرت جبریل انسانی شکل میں ہی بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حاضر ہوجایا کرتے تھے (جیسا کہ اوپر گزرا) مگر اس کی نورانی قوتیں اور صلاحیتیں اعلان کررہی ہیں کہ

"بشر کجا" "نبی کجا"

بشریت ظاہر تھی، لباس تھی۔ نبوت حقیقت تھی، اندر نور ہی نور تھا۔ کافروں کی ظاہر بین آنکھیں "غیب" کیا دیکھتیں اور غیب کیا مانتیں۔ انھیں بشریت کے سوا کچھ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

نظر نہ آتا، چنانچہ وہ نبوت کا انکار کر دیتے اور تباہ و برباد ہو جاتے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرضوان فرماتے ہیں۔

کافراں را دیدۂ بینا نہ بود

نیک و بد در چشم شاں یکساں نمود

ترجمہ: کافروں کے پاس دیکھنے والی آنکھ نہیں تھی، انھیں اچھی بری چیز یکساں نظر آتی تھی۔

مختصر یہ کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان نے نور سمجھا، نور مانا اور نور کہا۔ ان کی نعتیں اس بات پر گواہ ہیں کہ وہ حسب موقع نور اور یکتائی جیسے مضامین کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بناتے تھے۔ حضور انور ﷺ کے چچا حضرت عباس علیہ الرضوان نے خیبر سے واپسی پر نعت سنانے کی اجازت چاہی جو مل گئی۔ اس میں ایک شعر یہ بھی تھا (باقی نعت بھی گویا میلاد نامہ ہے)

وَاَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ

وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْاُفُقُ

ترجمہ: اور جب آپ پیدا ہوئے، آپ کے نور سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔ پھر شاعر دربار رسالت کے یہ اشعار تو زبان زد خاص و عام ہیں۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي

وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءًا مِنْ كُلِّ عَيْبٍ

كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

ترجمہ: یارسول اللہ آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا (بلکہ) آپ سے زیادہ جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں (لہٰذا دیکھنے کا کیا سوال ہے) آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا آپ کو یوں پیدا فرمایا گیا جیسا آپ چاہتے تھے۔

دیکھا حضور پرنور ﷺ کے چچا جان نے آپ کے نور محیط ارض و سماء کو خراج تحسین پیش کیا اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی یکتائی کا مضمون نہائت ہی خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ یعنی کافروں کے قول بشر مثلنا (ہمارے جیسا بشر) کہنے کی بجائے ایمان والوں کی نمائندگی کی اور یکتائی کا مضمون اس طرح ادا کیا کہ یہ انداز بھی یکتا ہو گیا۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ قصیدۂ نعت لکھ کر ایمان و امان پانے آئے تو بارگاہ رسالت ﷺ سے سب کچھ ملا۔ اسی میں ایک شعر یوں ہے۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ يُّسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ مَسْلُوْلُ

ترجمہ: بیشک رسول اللہ وہ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک کھینچی ہوئی چمکتی تلوار ہیں۔

یاد رہے کہ انھیں آپ نے انعام میں اپنی لاجواب نورانی چادر عطا فرمائی، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعزاز یہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ خود ان کے لئے ممبر بچھواتے اور انھیں اس پر بٹھا کر ان سے نعت سنتے اور ان کے لئے دعا فرماتے "اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ" (اے اللہ اس کی امداد روح القدس حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ فرما) آپ نے نعت خوان کے اس اعزاز پر غور کیا۔۔۔۔۔ آخر کیوں؟ اس لئے نہیں کہ نعت صرف حضور ﷺ کی نعت ہے، بلکہ اس لئے کہ حضور پرنور ﷺ کی نعت اللہ تعالیٰ کی بہترین حمد اور اس کے بہترین احسانات کا ذکر ہوتا ہے جو اس کے حبیب پاک ﷺ کے شامل حال ہوتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ کی نعت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا شکر ہے اور

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (الضحیٰ۔۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نعت کی اجازت لی تو انہیں بھی دعا سے سرفراز فرمایا نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔ تھانوی صاحب اجازت دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(چونکہ حضور کی مدح خود اطاعت ہے اس لئے آپ نے) ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سالم رکھے۔

حضور ﷺ کے نور کا ذکر صرف نور کے لفظ سے نہیں ہوا بلکہ دوسرے الفاظ سے بھی ہوا ہے مثلاً قرآن پاک میں سراجاً منیراً (چمکا دینے والا آفتاب)

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"
https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

والشمس، والضحیٰ، والفجر جیسی قسمیں بھی دراصل مفسرین کے نزدیک حضور پرنور ﷺ کے روئے پرنور کی قسمیں ہیں اور واللیل (رات کی قسم) میں دراصل حضور ﷺ کے موئے مبارک کی قسم ہے۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

اگر نہ واسطہ موئے و روئے او بودے
خدائے خلق نہ گفتے قسم بہ لیل و نہار

یعنی اگر آپ کے چہرۂ مبارک اور گیسوئے عنبرین کا واسطہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ دن اور رات کی قسم ذکر نہ فرماتا۔

قرآن پاک کے تتبع میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو شعر ملاحظہ فرمائیے۔

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْآفَاقِ شَمْسٌ
وَشَمْسِیْ فَوْقَ مِنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
وَشَمْسُ النَّاسِ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ
وَشَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

ترجمہ:۔ ایک لوگوں کا سورج، ایک ہمارا سورج ہے۔ اور لوگوں کے سورج سے ہم اہل بیت کا سورج بہتر ہے کیونکہ لوگوں کا سورج تو صبح کو طلوع ہوتا ہے (اور شام کو غروب) مگر ہمارا سورج رات کو بھی غروب نہیں ہوتا (بلکہ دن بھر کی مہمات اور مصروفیات نپٹا کر گھر تشریف لاتا ہے تو اس کی چمک دمک کے کیا ہی کہنے)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ ذوق محبت تابعین کو ورثے میں ملا اور حضور پرنور ﷺ کی نعت کے چرچے رہے اور ورفعنا لک ذکرک کی تفسیریں ہوتی رہیں۔ کوئی ایسا فقیہ، محدث، عارف نظر نہیں آتا جس نے حضور ﷺ کی بارگاہ نور میں دل کے جذبات کا نذرانہ شعر کی صورت میں ادا نہ کیا۔ اس دور کے بہترین اور مشہور ترین نمائندے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ انھیں کے قصیدے کے اشعار دیکھ لیجئے۔

اَنْتَ الَّذِیْ لَوْلَاکَ مَا خُلِقَ الْوَرٰی
کَلَّا وَلَا خُلِقَ الْوَرٰی لَوْلَاکَ
اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَہَاکَ

ترجمہ: نہ ہوتے آپ تو ہوتا نہ کوئی شخص بھی پیدا
ہے اک سرکار کا صدقہ ظہور عالم امکاں
ہوا ہے ماہ کامل آپ ہی کے نور سے روشن
ہوا مہر درخشاں آپ ہی کے فیض سے رخشاں

یہ تھے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے ائمہ تفسیر و حدیث بھی اس بارگاہ عرش پناہ میں اپنے اپنے زمانے میں خراج تحسین پیش کرتے رہے۔ کسی طرف سے حکیم الاسلام مولانا روم سٹیج پر آئے اور زمزمہ سرا ہوئے۔

؎ سید و سرور محمد نور جاں بہتر و مہتر شفیع مجرماں

کسی طرف سے فخر الاولیاء حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ آگئے اور فرمانے لگے۔

؎ کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست
ہمہ نور ہا پرتو نور اوست

عشق کی ایک اور آواز ابھری۔ یہ رئیس العاشقین حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ ہیں۔

؎ صلی اللہ علیٰ نور کزو شد نور ہا پیدا
زمیں از حب او ساکن فلک در عشق وے شیدا

لو بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں قصیدہ نور لئے مجدد ملت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ بھی آگئے۔

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"
https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا

صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

لیجئے حکیم الامت اقبال علیہ الرحمہ کا ترانہ بھی سن لیں۔ آپ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کر رہے ہیں۔

چشم ہستی صفت دیدۂ اعمیٰ ہوتی

دیدۂ کن میں اگر نور نہ ہوتا تیرا

خیر چودہ صدیوں سے یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔ ساری امت اپنے اپنے رنگ میں نور کے نغمے گا رہی ہے۔ ہاں انگریزوں کی منحوس آمد کے بعد نجد و دیوبند کے جیالوں کو کسی نے سمجھایا کہ (نبی کی) بشر کی سی تعریف کرو بلکہ اس میں بھی اختصار کرو۔ چنانچہ انھوں نے پہلی قوموں کی طرح بشریت سے آگے کچھ ماننے سے انکار کر دیا ، مناظرے ہوئے، مجادلے ہوئے، مذاکرات اور مباحثے ہوئے مگر جو سبق سیکھا تھا، اس پر اڑے رہے۔ حالانکہ بانی دار العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی بھی اعتراف کر چکے تھے۔

۱۔ رہا جمال یہ تیرے حجاب بشریت

نہ جانا کچھ بھی کسی نے بجز ستار

۲۔ سوا خدا کے بھلا کوئی تجھ کو کیا جانے

تو شمس نور ہے شپر غط اولوا الابصار

اور دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب نشر الطیب میں بڑی تفصیل سے حضور ﷺ کے نور کے دلائل دے چکے تھے۔ مگر یار لوگوں نے نہ اپنے قاسم العلوم والخیرات کی پروا کی اور نہ اپنے حکیم الامت کو پلے باندھا۔ ہاں انھوں نے نور مانا مگر حضور ﷺ کو نہیں، بلکہ اپنے مولویوں کو۔ کیا غضب ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معاذ اللہ نور نہ ہونے پر مناظرے کرتے رہے مگر اپنے مولوی کو نور ماننے میں کوئی دقت محسوس نہیں کی۔ مثلاً

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی مولوی خلیل انبیٹھوی کے بارے میں تذکرۃ الخلیل میں فرماتے ہیں۔

(۱)......مولانا خلیل احمد تو نور ہی تھے۔ ان میں نور کے سوا کچھ نہیں۔ (برطانوی مظالم کی کہانی)

تھانوی صاحب کی کتاب حکایات اولیاء کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو،

'مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں پچیس برس حضرت مولانا نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا دیکھا ہے۔ وہ شخص ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا"۔ (برطانوی مظالم کی کہانی)

اور قاضی احسان احمد شجاع آبادی ملتان جیل میں تھے تو قاضی صاحب نے مولوی احمد علی صاحب لاہوری کو کس رنگ روپ میں دیکھا۔ یہ مولوی مناظر صاحب کے قلم سے پوچھیے: "قاضی صاحب کہتے ہیں کہ میں ان (لاہوری صاحب) کی کوٹھڑی کے پاس سے گزرتا تو یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کا نور اللہ کی بارگاہ میں سربسجدہ ہے" (برطانوی مظالم کی کہانی)

ہم حضور ﷺ کو اللہ کا نور کہیں تو شرک لیکن نجد و دیوبند کے سپوت اپنے مولویوں کو کس بے تکلفی سے "اللہ کا نور" اور "نور ہی نور" کہہ رہے ہیں اب شرک کا کوئی خوف نہیں۔ غور سے پڑھئے ایک مقام آ رہا ہے۔ کہ گدا اپنے کوئے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے آقا و مولا حضور نبی اکرم رسول اعظم ﷺ کا ذکر خیر اس انداز میں نہیں کر سکتے، اور کوئی کرے تو اسے شرک سمجھتے ہیں۔ تاہم نجدیوں دیوبندیوں کے نزدیک ان کے مولوی کیا ہیں۔ درج ذیل اقتباس کو دیکھئے جو شیخ الاسلام نمبر سے لیا گیا ہے اور مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے بارے میں ہے۔

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکتے کہ رب العلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کے تمہارے گھروں میں بھی آ کر رہے گا"۔ (برطانوی مظالم کی کہانی از مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہان پوری)

اعظم جتھے دل لگ جاوے او تھے عیب نظر نہیں آوندا

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

تعظیم و توقیر

محمد شاہ ہاشمی

"ومن علامته مع کثرۃ ذکرہ تعظیمہ لہ و توقیرہ"

(شفا شریف)

حضور ﷺ سے محبت کی علامات میں سے ایک علامت آپ ﷺ کا ذکر جمیل کثرت سے کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا بھی ہے۔

فرض عین:

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

انا ارسلنک شاهدا و مبشرا و نذیرا لتومنوا باللہ و رسوله و تعزروه و توقروه و تسجوه بکرۃ و اصیلا

(قرآن)

ترجمہ: اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشر اور نذیر بنا کر تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔

کامیابی کا راز:

اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

فالذین امنوا به و عزروه و نصروه واتبعوا النور الذی انزل معه اولئک هم المفلحون (اعراف)

ترجمہ: پس جو اس رسول ﷺ پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی، اور اس کی مدد کی، اور اس نور کی اتباع کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہوئے۔

اعمال کا ضیاع:

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنے میں فرق آجائے تو اعمال کا ضیاع اور برباد ہونا یقینی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں۔

یا ایها الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنی آوازیں نبی کریم ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان سے بات (بھی) اونچی نہ کہو۔ جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کہتے ہو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنے کا حق ادا فرما دیا۔ اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان افروز واقعات کی ابتداء حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کے تاثرات سے کی جاتی ہے۔

حضرت عروہ بن مسعود کے تاثرات:

۶ ہجری میں جب آپ ﷺ حدیبیہ میں تھے، عروہ بن مسعود اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے صلح کے متعلق قریش کی جانب سے حضور ﷺ سے گفتگو کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم کرتے ہوئے دیکھا بڑے متاثر ہوئے واپس جا کر قریش سے یوں کہا: "اے میری قوم اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں، قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے ہاں گیا ہوں، اللہ کی قسم میں نے کبھی ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد ﷺ کے اصحاب محمد ﷺ کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم اس محمد ﷺ نے جب کبھی کھنکار پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے اور جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی پر اس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ مریں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور ان کی تعظیم وتوقیر کی وجہ سے کوئی ان کی طرف آنکھ بھر کے نہیں دیکھتا۔ انہوں نے تم پر رشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اس کو قبول کر لو"۔

(بخاری، زرقانی، نسیم الریاض)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعظیم رسول ﷺ

حضور ﷺ ٦ ہجری میں عمرہ کے ارادے سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ جب حدیبیہ میں پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجا اور ان سے فرمایا کہ قریش کو اطلاع دے دو کہ ہم عمرہ کے لئے آئے ہیں لڑائی کے لئے نہیں آئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش مکہ کو حضور ﷺ کا پیغام پہنچایا۔ بات چیت کرنے کے بعد قریش مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت دی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔ ما کنت لا فعل حتی یطواف به رسول اللہ ﷺ (نسیم الریاض) میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک رسول ﷺ طواف نہیں کر پاتے۔ دوسری طرف حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنا خوش نصیب ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا ہوگا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔ سبحان اللہ آقا ہو تو ایسا اسی اثناء میں یہ غلط خبر اڑ گئی کہ عثمان رضی الہ تعالیٰ عنہ کو مکہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اس سلسلے میں بیعت (رضوان) لی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ اس وقت مکہ میں تھے اس لئے حضور ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت رضوان کے شرف میں داخل فرمایا۔ اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ان کا ہاتھ ٹھہرا۔

بیعت رضوان کے بعد:

بیعت رضوان کے بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس تشریف لائے تو طواف کے سلسلے میں فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال بھی ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو آپ ﷺ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھے کہا تھا کہ طواف کر لو مگر میں نے انکار کر دیا۔

(در منثور)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ اور تعظیم رسول اللہ ﷺ:

حضور ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے صحابہ کرام نے گلیوں اور راستوں میں کھڑے ہو کر آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ سب اس انتظار میں تھے کہ حضور ﷺ ہمیں مہمان نوازی کا شرف بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قسمت میں لکھا تھا۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور یہ فرما رہے تھے۔ خلوا سبیلها فانها ماءمورة و قدار خی زمامها: میری سواری کا راستہ چھوڑ دو؛ یہ اللہ کی طرف سے حکم یافتہ ہے آپ ﷺ نے اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ رکھی تھی۔ حتی برکت علی باب ابی ایوب انصاری یہاں تک کہ اونٹنی ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے بیٹھ گئی۔ یوں مہمان نوازی کا شرف حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو نصیب ہوا۔ حضرت ابو ایوب انصاری کا مکان دو منزلہ تھا حضور ﷺ کی خدمت میں آنے جانے والوں کی سہولت کے لئے نچلی منزل آپ ﷺ کے حوالے کی۔ اور خود اوپر والی منزل میں رہنا پسند فرمایا۔ رات ہوئی دونوں میاں بیوی اوپر آرام کرنے کے لئے تشریف لے گئے بالاخانہ میں داخل ہوتے ہی اہلیہ محترمہ سے فرمایا ہم نے کیا کیا۔ ہم ایسی چھت پر ہیں جس کے نیچے اللہ جل شانہ کے رسول آرام فرما ہیں۔ (یہ ادب کے خلاف ہے) ساری رات میاں بیوی نے جاگ کر گزار دی۔ صبح ہوئی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہم دونوں نے ساری رات جاگ کر گزار دی۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے عرض کیا اوپر کی منزل میں آپ رہنے کے زیادہ حق دار ہیں آپ کے پاس ملائکہ تشریف لاتے ہیں، آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ والذی بعثک بالحق لا اعلو سقیفة انت تحتها ابدا (مواہب جلد ا صفحہ ٦٨) ترجمہ: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے۔ میں اس بالاخانہ میں کبھی بھی نہیں رہونگا جس کے نچلی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

منزل میں آپ ﷺ ہوں۔ چنانچہ حضور ﷺ اوپر والے حصے میں تشریف لے گئے اور حضرت ابو ایوب انصاریؓ نیچے کے حصے میں چلے آئے۔

بابرکت کھانا:

حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے لئے کھانا بھیجا کرتے تھے جو بچ کر آتا خادم سے دریافت کرتے کہ طعام میں حضور ﷺ کی انگلیاں کس جگہ لگی تھیں پھر اسی جگہ سے کھاتے تھے۔

حضرت ابن عباس اور تعظیم رسول ﷺ:

حضور ﷺ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی نیت کر کے پیچھے کھڑے ہوگئے حضور ﷺ نے ہاتھ سے کھینچ کر برابر کھڑا کر لیا اس کے بعد حضور ﷺ نماز میں مشغول ہوگئے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر بھی ذرا سا پیچھے ہٹ گئے حضور ﷺ نے نماز کے بعد دریافت فرمایا؛ (کہ تم پیچھے کیوں ہٹ گئے) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ ﷺ کے برابر کس طرح کھڑا ہو سکتا ہوں حضور ﷺ نے ان کو علم و فہم زیادہ ہونے کی دعا دی (اصابہ)

حضرت عمر اور تعظیم رسول ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ادب کی وجہ سے آپ ﷺ سے آگے چلنا پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سرکش اونٹ پر سوار تھے جو رسول ﷺ (کی سواری سے) آگے نکل نکل جاتا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ کوئی آپ ﷺ سے آگے نہ بڑھنے پائے (بخاری)

تیر اندازی کا مقابلہ اور تعظیم رسول ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے باہم تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا اے بنو اسماعیل تیر پھینکو۔ کیونکہ تمہارا باپ تیر انداز تھا اور میں فلاں قبیلہ کے ساتھ ہوں دوسرے گروہ کے لوگ (تعظیم رسول ﷺ کرتے ہوئے) فوراً رک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیر کیوں نہیں پھینکتے؟ عرض کیا گیا اب کیونکر مقابلہ کریں جبکہ آپ ﷺ ان کے ساتھ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ (بخاری، کذا فی المشکوۃ، اصابہ)

کھانا کھانے کے وقت تعظیم رسول ﷺ:

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اگر کبھی آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا۔ تو جب تک آپ ﷺ کھانا شروع نہ کرتے تمام صحابہ فرط ادب سے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالتے (ابوداؤد)۔

عمر بتانے میں تعظیم رسول ﷺ:

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابیؓ سے پوچھا؛ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ صحابی نے عرض کیا بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں البتہ میں آپ ﷺ سے پہلے پیدا ہوا ہوں (ترمذی) سبحان اللہ صحابی کو فرط ادب سے یہ گوارہ نہ تھا کہ ان کو آپ ﷺ سے بڑا کہا جائے۔

وصال کے بعد تعظیم و توقیر:

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر جس طرح آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ضروری اور لازم تھی اسی طرح آپ ﷺ کی موت کے بعد بھی ضروری اور لازم ہے۔ علامہ

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور ﷺ کی عزت و حرمت اور آپ کی تعظیم و توقیر آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ضروری اور لازم ہے جس طرح کہ آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں ضروری اور لازم تھی اس کا اظہار آپ ﷺ کے ذکر جمیل اور آپ ﷺ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے اسم گرامی اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سننے کے وقت ہونا چاہئے۔

(شفا شریف)

حضرت اسحٰق تجیبیؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد جب آپ ﷺ کا ذکر آتا تو اصحابہ کرام خشوع انکسار کا اظہار کرتے تھے۔ ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور وہ حضور ﷺ کے فراق اور شوق زیارت میں رویا کرتے یہی حال بہت سے تابعین کا تھا۔ (شفا)

حدیث پاک کی تعظیم:

حضرت امام مالکؒ درس دینے کے لئے تشریف لائے تو پہلے غسل کر کے خوشبو لگاتے لباس تبدیل کرتے آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا جس پر بیٹھ کر آپ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

روایت حدیث کرتے۔ اثناء روایت مجلس میں عود جلایا جاتا امام موصوف سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ اس طرح حضور ﷺ کی حدیث کی تعظیم کروں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالکؒ کے ساتھ عقیق کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں میں نے ان سے ایک حدیث پاک کی بابت پوچھا۔ انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا مجھے تم سے یہ توقع نہ تھی کہ راستہ چلتے ہوئے مجھ سے حدیث شریف کی بابت سوال کرو گے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالک کی خدمت میں حاضر تھا آپ ہم سے حدیثیں بیان کر رہے تھے اثناء قرات میں آپ کو ایک بچھو نے کئی مرتبہ ڈنگ مارا آپ کا رنگ زرد ہو رہا تھا مگر آپ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کا درس قطع نہ کیا جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ میں نے آج آپ سے ایک عجیب بات دیکھی ہے۔ فرمایا ہاں میں نے ڈنگ کی تکلیف پر رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک کی عظمت و احترام کے لئے صبر کیا۔ (موہب وشفا)

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک کا ذکر آتا تو ان پر خشوع طاری ہو جاتا۔

آثار شریفہ کی تعظیم:

حضور ﷺ کی ذات اقدس کی تعظیم وتکریم کی طرح آپ ﷺ کے آثار شریفہ کی تعظیم وتکریم کرنا بھی لازم ہے۔

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں: وہ تمام چیزیں جن کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہے ان کی تعظیم وتکریم کرنا حرمین شریفین میں آپ ﷺ کے مشاہد و مساکن کی تعظیم کرنا آپ ﷺ کے منازل اور وہ چیزیں جن کو آپ ﷺ کے دست مبارک یا کسی عضو نے چھوا یا آپ ﷺ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کا اکرام کرنا حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم میں داخل ہے (شفاء)

حضرت ام حبیبہؓ اور بستر رسول ﷺ کا ادب:

بستر رسول کا ادب: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اصلی نام رملہ تھا اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ آپ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھی ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا تھا۔ دونوں نے اسلام لا کر حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ وہاں جا کر خاوند نصرانی ہو کر فوت ہو گیا۔ دیار غیر میں بیوہ ہو جانا کوئی معمولی غم نہ تھا۔ اس تنہائی کے عالم میں ان پر کیا گزری ہو گی یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے حضرت ام حبیبہؓ کی حالت وغربت کو مدنظر رکھتے ہوئے نجاشی کی معرفت نکاح کا پیغام دیا۔ نجاشی نے ایک عورت کو حضور ﷺ سے نکاح کرنے کا پیغام دیکر حضرت ام حبیبہؓ کے پاس بھیجا حضرت ام حبیبہؓ نے بڑی خوشی سے قبول کیا۔ چنانچہ نجاشی نے ان کا نکاح حضور ﷺ سے کر دیا۔ شہنشاہ حبشہ کو بھی اس عقد پر بڑی خوشی ہوئی۔ چار سو دینار یا چار ہزار درہم مہر مقرر ہوا جو نجاشی نے خود ادا کیا اور بہت کچھ سامان بھی دیا جو لوگ مجلس نکاح میں موجود تھے ان میں دینار تقسیم کیے اور ان کو کھانا بھی کھلایا۔ حضور ﷺ نے حضرت شرجیل کو بھیج کر حضرت ام حبیبہؓ کو مدینہ منورہ بلا لیا۔

بستر رسول کا ادب:

حضرت ابوسفیان جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ صلح حدیبیہ کی تجدید کے لئے مدینہ منورہ آئے اور اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہؓ کو ملنے کے لئے ان کے گھر گئے۔ گھر میں حضور ﷺ کا بستر بچھا ہوا تھا اور ابوسفیان نے چاہا کہ حضور ﷺ کے بستر پر بیٹھ جائے حضرت ام حبیبہؓ نے فوراً بستر مبارک کو اکھٹا کر کے سمیٹ لیا۔ حضرت ابوسفیانؓ حیران ہوئے پوچھا بیٹی کیا بات ہے کیا میں اس بستر کے لائق نہیں یا یہ بستر میرے بیٹھنے کے لائق نہیں۔ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک بستر ہے۔ تم مشرک ہو تمہیں اس پر کیسے بیٹھنے دیا جائے۔
(کذافی نذھۃ القادری)

حضرت خداشؓ بن ابی خداش مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایک پیالے میں کھانا کھاتے دیکھا۔ انہوں نے آپ ﷺ سے وہ پیالہ بطور تبرک لے لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت خداش کے گھر تشریف لے جاتے تو ان سے وہی طلب فرماتے اسے آب زم زم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے (اصابہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر شریف کی جو جگہ حضور ﷺ کے بیٹھنے کی تھی اسے ہاتھ سے مس کرتے اور پھر ہاتھ کو اپنے منہ پر پھیر لیا کرتے (شفا)

حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال ہے جب میں مر جاؤں تو اسے میری زبان کے نیچے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

رکھ دینا۔ چنانچہ میں نے حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور اسی حالت میں دفن کئے گئے (اصابہ) حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت آیا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے کچھ بال اور ناخن منگوائے اور وصیت کی کہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا (طبقات ابن سعد)

حضور ﷺ کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھیں وہ ایک کمرے میں محفوظ تھیں حضرت عمر بن عبدالعزیز ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اشراف میں سے اگر کوئی ان سے ملنے آتا تو ان کو بھی زیارت کرایا کرتے تھے (مدارج النبوۃ)

حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی تھی جس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔ حضور ﷺ اس پر سویا کرتے تھے جب وفات شریف ہوئی تو حضور ﷺ کو اسی پر رکھا گیا۔ حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وفات پانے پر اسی پر رکھا گیا بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے مردوں کو اسی پر رکھا کرتے تھے (زرقانی)

حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین میں پہنا کرتے تھے۔ لڑائی میں جب فتح پاتے تو بطور تبرک اس عمامہ کو پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنایا تھا (اصابہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک جبہ تھا۔ وہ جبہ حضرت اسماءؓ بنت ابوبکر نے لے لیا اس جبہ کو حضور ﷺ پہنا کرتے تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ "ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں"۔

حضرت سیار بن طلق یمامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفد بنی حنیفہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایمان لائے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی قمیض کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایئے میں اس کے ساتھ اپنا دل خوش کیا کروں گا۔ حضور ﷺ نے ان کی درخوست منظور فرما کر اپنی قمیض کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا۔ محمد بن جابر کا بیان ہے (سیار بن طلق کے پوتے) کہ میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ٹکڑا ہمارے پاس تھا ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کا پلایا کرتے تھے۔ (اصابہ)

جس جگہ آپ ﷺ کے دہن (منہ) مبارک نے مس کیا ہو اس سے تبرک:

"حضرت امام احمد وغیرہ نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ ام سلیمؓ کے گھر تشریف لائے۔ گھر میں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا آپ ﷺ نے اس کے منہ سے پانی پی لیا یعنی مشکیزہ کے منہ سے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ام سلیم نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا اور وہ ہمارے پاس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت ام سلیم نے اس مشکیزہ کا منہ کاٹ کر اپنے گھر میں نبی کریم ﷺ کی نشانی کو بطور تبرک حفاظت سے رکھ لیا"۔

جس ہاتھ نے نبی کریم کو مس کیا اس ہاتھ سے تبرک:

یحیٰ بن حارث الذماری سے روایت ہے۔ وہ کہتے کہ میں نے واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے عرض کیا۔ کہ ان ہاتھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں نے عرض کیا کہ مجھے اپنا ہاتھ دے دیں کہ میں اس کو چوموں انہوں نے اپنا ہاتھ دے دیا تو میں نے اس کو بوسہ دیا۔

علامہ حسن بن عمار رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں قبر انور کی زیارت اور سلام عرض کرنے کے بعد دیگر مقامات مقدسہ کی حاضری کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "دیگر آثار نبوی اور مقامات شریفہ سے بھی برکت حاصل کرے"۔

علامہ شہاب الدین الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ھذا یدل علی جواز التبرک بالانبیاء والصالحین و آثارھم (نسیم الریاض)

امام مالک کا فتویٰ:

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص نے مدینہ منورہ کی مٹی کو خراب کہا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فتویٰ دیا کہ اسے تیس درے مارے جائیں۔ اور اسے قید کیا جائے اور فرمایا ایسا شخص تو اس لائق ہے کہ اسکی گردن ماردی جائے۔ (شفاء)

حضرت زیدؓ اور رسول ﷺ کا ادب:

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگیوں کے سارے واقعات ہی ایمان

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

افروز اور اپنی انفرادیت میں اپنی مثال آپ ہیں اس واقعہ میں نسبت مصطفیٰ کی عظمت کا ذکر ہے۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام تھے حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے صرف متبنیٰ ہی نہیں بنالیا تھا بلکہ اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کا نکاح بھی ان سے کردیا تھا تقریباً ایک سال دونوں ایک ساتھ رہے۔ مشیت ایزدی کو کچھ یوں ہی منظور تھا۔

میاں بیوی کے حالات سازگار نہ بن سکے، جب مصالحت کی کوئی صورت نہ بن سکی تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھی اور آپ ﷺ کے حکم سے حضرت زیدؓ کے نکاح میں آئیں تھیں، عدت گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے ان کی دل جوئی کے لئے خود ان سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت زیدؓ ہی کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے منتخب فرمایا یہ موقع آیت حجاب نزول سے پہلے کا ہے حدیث پاک میں ہے۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ حضرت زینبؓ کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو، حضرت زید تشریف لے گئے جب ان کے پاس پہنچے تو حضرت زینب آٹا خمیر کر رہیں تھیں۔ فرماتے ہیں میں نے جب ان کو دیکھا (فوراً ہی) میرے دل میں عظمت مصطفیٰ آ گئی حتی کہ میں نے یہ طاقت نہ پائی کہ میں ان کی طرف دیکھوں کیونکہ حضور ﷺ ان کا ذکر فرما چکے ہیں"۔

میں اپنی ایڑیوں پر الٹا پھر گیا۔ ان کی طرف پیٹھ کر کے عرض کیا زینبؓ مجھے رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ (حضور ﷺ آپ کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں)

"حضرت زینبؓ نکاح کا پیغام سن کر بہت خوش ہوگئیں تاہم فرمایا میں کوئی کام اتنے تک نہیں کرتی جب تک اپنے رب سے مشورہ (استخارہ) نہ کرلوں"۔

رقت آمیز دعاء:

یہ کہہ کر اٹھیں وضو کیا نماز پڑھی اور یوں دعا فرمائی یا اللہ تیرے رسول اللہ ﷺ مجھ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اگر میں ان کے قابل ہوں تو میرا نکاح ان سے فرمادے

ادھر حضور ﷺ پر قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"پس زید نے اس سے حاجت پوری کرلی ہم نے اس کو تجھ سے بیاہ دیا تاکہ مومنوں پر ان کے لے پالک منہ بولے بیٹے کی بیویوں میں تنگی نہ ہو۔ جب وہ ان سے حاجت پوری کرلیں اور امر الٰہی ہو کر رہتا ہے۔"

حضرت زینب کا فخر:

"حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیگر ازواج مطہرات کے مقابلے میں اس طور پر فخر کرتی تھیں کہ ان کے نکاح تو ان آباء نے کر کے دیئے اور میرا عقد اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب اللہ ﷺ سے خود کیا"۔

حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کا پیغام دینے کے لئے بھیجا، یہ وہ موقع تھا کہ ابھی تک آیت حجاب کا نزول بھی نہیں ہوا تھا۔ آیت حجاب کا نزول حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اسی رخصتی کے بعد حضور ﷺ کی طرف سے دعوت ولیمہ کے موقع پر ہوا تھا۔ صحابی رسول حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیرت اور پھر اس کی بناء پر قائم ہونے والا عمل قابل صد تحسین ہے ملاحظہ فرمائیں حضرت زیدؓ نکاح کا پیغام دینے کے لئے حضرت زینب کے پاس پہنچے حدیث پاک میں ہے فلما رآ۔ تھا عظمت فی صدری ابتدائی نظر کے فوراً بعد ہی دل میں عظمت رسول ﷺ کی ایک خاص کیفیت پیدا ہوگئی۔

دوسری روایت میں واضح طور پر توقیر النبی ﷺ کے الفاظ ہیں حضرت زیدؓ فرماتے ہیں، حضور ﷺ کی عظمت اور ان کی توقیر کے مدنظر میرے لئے یہ بات عظیم ترین ہوگئی کہ میں حضرت زینبؓ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھوں حالانکہ ابھی حضرت زینبؓ کی حضور ﷺ سے نسبت کی تکمیل کا تذکرہ بھی نہیں ہوا تھا۔ صرف اور صرف اس خیال سے کہ شاید حضرت زینب کو امہات المومنین میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہونے والا ہو کیونکہ حضور ﷺ ان کا ذکر فرما چکے ہیں فوراً ہی الٹے پاؤں پھر گئے۔ حضرت زینبؓ کی طرف پیٹھ کر کے نکاح کا پیغام دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

☆☆..........☆..........☆☆

☆☆☆☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

نعت شریف

(پروفیسر محمد حسین آسی)

سرکار ہیں ہر اعلیٰ سے آگے بہت آگے
ہے قصر دنیٰ سدرہ سے آگے ...... بہت آگے
جھکتے ہیں ادھر سر توادھر جھکتے ہیں دل تک
ہے آپ کا در قبلہ سے آگے ...... بہت آگے
مردے وہاں زندہ ہوں یہاں شجر و حجر بھی
یہ بات دم عیسیٰ سے آگے ...... بہت آگے
اللہ پڑھے ، اس کے فرشتے بھی درودیں
اور ایسا شرف سجدہ سے آگے ...... بہت آگے
انکار وہاں اور یہاں دعوت و اثبات
یہ مرتبہ ہے موسیٰ سے آگے ...... بہت آگے
یہ چشمہ ہے کوثر تو وہ سرچشمہ ہے زمزم
یہ چشمہ ہے سرچشمہ سے آگے ...... بہت آگے
وہ نخل جو آقا کے تصرف سے اگا تھا
حق یہ ہے ، وہ ہے طوبیٰ سے آگے ...... بہت آگے
جو عائشہ و زہرہ ، کو دی شان خدا نے
ہے ہاجرہ و سارہ سے آگے ...... بہت آگے
کچھ منزل جاناں سے نہیں عرش کو نسبت
گو عرش بھی ہے دنیا سے آگے ...... بہت آگے
مانگ عشق نبی خارگہ دنیا سے بچ کر
یہ عشق بھی ہے دنیا سے آگے ...... بہت آگے
ہے شیخ کی برکت سے یہ آسی کا عقیدہ
سرکار ہیں ہر رتبہ سے آگے ...... بہت آگے

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

بحیثیتِ محافظِ عصمت انبیاء علیہم السلام

سعید محمد الحسن شاہ

حضرت نوح علیہ السلام اور قرآن مجید:

قرآن پاک میں نوح علیہ السلام کا ذکر مبارک بہت سی جگہوں پر موجود ہے۔ سورۃ ۱۱، آیات ۲۵ تا ۴۸ میں آپ کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ قرآن پاک میں آپ کے اسمِ گرامی سے موسوم ایک پوری سورۂ مبارکہ بھی ہے۔ ہم اس جگہ سورۃ ۳۷ سے چند آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

"اور بے شک ہمیں نوحؑ نے پکارا (مدد کے لئے) تو ہم کیا ہی اچھے قبول فرمانے والے ہیں (فریادرس) ہیں اور ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی تکلیف سے نجات دی اور ہم نے ان کی نسل کو باقی رکھا اور ہم نے آئندہ آنے والوں میں ان کی تعریف کو باقی رکھا۔ نوحؑ پر سلام ہو، تمام جہانوں میں بے شک ہم نیکوں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ــــــ بے شک وہ ہمارے (اعلیٰ درجہ کے) کامل الایمان بندوں میں سے ہیں۔ پھر ہم نے دوسروں (یعنی آپ کے نافرمانوں) کو غرق کر دیا۔"

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیات ۷۵ تا ۸۲)

دیکھیئے قرآن پاک ان کی کس انداز میں تعریف فرما رہا ہے۔

حضرت یعقوبؑ اور بائیبل:

حضرت یعقوبؑ کا واقعہ آپ گزشتہ صفحات میں بھی پڑھ چکے ہوں گے، اب آپ کے خاندان کی طرف منسوب مغلظات بھی ملاحظہ کیجئے۔

"(یعقوبؑ فدان ارام سے چل کر کنعان کے ایک شہر سکم کے قریب پہنچے تو) اور لیاہ کی بیٹی دینہ جو یعقوب سے اس کے پیدا ہوئی تھی، اس ملک کی لڑکیوں کو دیکھنے کے لیے باہر گئی۔

☆......تب اس ملک کے امیر حوی، حمور کے بیٹے سکم نے اسے دیکھا اور اسے لے جا کر اس کے ساتھ مناشرت کی اور اسے ذلیل کیا اور اس کا دل یعقوب کی بیٹی دینہ سے لگ گیا اور اس نے اُس لڑکی سے عشق میں میٹھی میٹھی باتیں کیں۔

☆......اور سکم نے اپنے باپ حمور سے کہا کہ اس لڑکی کو میرے لیے بیاہ لا دے۔

☆......اور یعقوب کو معلوم ہوا کہ اس نے اس کی بیٹی دینہ کو بے حرمت کیا ہے۔ پر اس کے بیٹے چوپایوں کے ساتھ جنگل میں تھے۔ سو یعقوب ان کے آنے تک چپکا رہا۔" (پیدائش ۳۴: ۱ تا ۵)

معاذ اللہ! اتنا بڑا حادثہ ہو جائے اور باپ چپکا بیٹھا رہے اور زبان پر حرف تک نہ لائے، بلکہ اپنے بیٹوں کے آنے کا منتظر رہے؟ پھر جب بیٹے آ گئے تو کیا ہوا؟ آپ کو تورات میں بالکل نہ ملے گا کہ حضرت یعقوبؑ نے اس معاملہ میں اپنی زبان تک جنبش دی ہو۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ آپ کے بیٹے غصہ میں آئے، لیکن جب سکم کے باپ نے ان کو اپنے ملک کی لڑکیوں سے شادی اور ان کی دینہ کو ان کی حسبِ خواہش مہر اور جہیز کا لالچ دیا تو یہ بھی ٹھنڈے ہو گئے اور حمور کو دھوکہ دینے کے لیے یہ شرط پیش کی کہ چونکہ تمہارے ملک میں کسی کا ختنہ نہیں ہوا اور ہم نامختونوں کو اپنی بہن نہیں دیں گے۔ اگر تم ہماری لڑکی سے شادی کے خواہشمند ہو تو تم بھی اور باقی شہر والے بھی ہماری طرح ختنہ کروا لو۔ اس بات کو حمور اور اس کے بیٹے سکم نے بخوشی قبول کر لیا۔ جب اس واقعہ پر دو دن گزر گئے تو (آگے توراۃ کے الفاظ میں ملاحظہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

فرمائیے)

"تیسرے دن جب وہ درد میں مبتلا تھے، تو یوں ہوا کہ یعقوب کے بیٹوں میں سے دینہ کے دو بھائی شمعون اور لاوی اپنی اپنی تلواریں لے کر نا گہاں شہر پر آپڑے اور سب مردوں کو قتل کیا۔

☆......اور حمور اور اس کے بیٹے سکم کو بھی تلوار سے قتل کر ڈالا اور سکم کے گھر سے دینہ کو نکال لے گئے۔

☆......اور یعقوب کے بیٹے مقتولوں پر آئے اور شہر کو لوٹا، اس لیے کہ انہوں نے ان کی بہن کو بے حرمت کیا تھا۔

☆......انہوں نے ان کی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور گدھے اور جو کچھ شہر اور کھیت میں تھا لے لیا۔

☆......اور ان کی سب دولت لوٹی اور ان کے بچوں اور بیویوں کو اسیر کر لیا اور جو کچھ گھر میں تھا، سب لوٹ کھسوٹ کر لے گئے۔

☆......تب یعقوب نے شمعون اور لاوی سے کہا تم نے مجھے کڑھایا، کیونکہ تم نے مجھے اس ملک کے باشندوں یعنی کنعانیوں اور فرزّیوں میں نفرت انگیز بنا دیا، کیونکہ میرے ساتھ تو تھوڑے ہی آدمی ہیں، سو وہ مل کر میرے مقابلہ کو آئیں گے اور مجھے قتل کر دیں گے اور میں اپنے گھرانے سمیت برباد ہو جاؤں گا۔

☆......انہوں نے کہا تو کیا اسے مناسب تھا کہ وہ ہماری بہن کے ساتھ کسبی کی طرح برتاؤ کرتا o" (پیدائش ۳۴: ۲۵ تا ۳۱)

اس واقعہ شنیعہ سے چند ایک باتیں ثابت ہوئیں

۱)۔ یعقوبؑ کی بیٹی دینہ کم از کم تین دن بغیر نکاح کے حمور کے بیٹے سکم کے ہاں رہی، حالانکہ یہ بھی علم تھا کہ وہ دینہ کی عزت لوٹتا ہے اور دینہ نے بھی کسی ردِ عمل کا اظہار نہیں کیا۔

۲)۔ یعقوبؑ نے دینہ کو آزاد کروانے میں قطعاً دلچسپی نہ لی

۳)۔ دینہ کے بھائیوں شمعون اور لاوی نے شہر پر حملہ کر کے بہت سے بے گناہوں کو قتل کیا اور ان کے بیوی بچوں اور مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ حضرت یعقوبؑ ان کے اس فعلِ شنیع پر قطعاً ناراض نہ ہوئے، بلکہ اظہارِ ناراضگی اس بناء پر فرمایا کہ یہاں کے باشندے میرے دشمن بن جائیں گے اور مجھے قتل کر ڈالیں گے، لیکن نہ تو ان لوٹی ہوئی عورتوں یا بچوں کو آزاد کیا اور نہ ہی ان کا مال و دولت ان کو دیا اور نہ ہی دینہ کو کسی قسم کی سرزنش فرمائی۔

یہ تمام کی تمام باتیں ایک ارفع و اعلیٰ مرتبہ رکھنے والے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی کے ہرگز ہرگز شایانِ شان نہیں۔

ایک اور حملہ: بائبل نے اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ نبی کی عصمت پر ایک اور حملہ کیا۔ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے روبن کے متعلق توراۃ نے بیان کیا۔

"اور اسرائیل آگے بڑھا اور عدر کے برج کی پرلی طرف اپنا ڈیرہ لگا لیا۔

☆......اور اسرائیل کے اس ملک میں رہتے ہوئے یوں ہوا کہ روبن نے جا کر اپنے باپ کی حرم بلہاہ سے مباشرت کی اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گیا۔" (پیدائش ۳۵: ۲۱-۲۲)

معاذ اللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کے بیٹے نے اپنی ماں سے بدکاری کی اور اللہ کا نبی خاموش تماشائی بنا رہا نہ تو اپنی بیوی کو ڈانٹا اور نہ اپنے بیٹے کو کوئی سزا دی بلکہ پوری زندگی اس واقعہ کا ذکر تک نہ کیا، البتہ مرنے سے قبل صرف یہ کہا

"اے اسرائیل کے بیٹو! جمع ہو کر سنو اور اپنے باپ اسرائیل کی طرف کان لگاؤ......اے روبن! تو میرا پہلوٹھا، میری قوت اور میری شہ زوری کا پہلا پھل ہے۔ تو میرے رعب کی اور میری طاقت کی شان ہے۔ تو پانی کی طرح بے ثبات ہے۔ اس لیے تجھے فضیلت نہیں ملے گی، کیونکہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا ہے۔

☆......تو نے اسے نجس کیا۔ روبن میرے بچھونے پر چڑھ گیا o" (پیدائش ۴۹: ۲ تا ۴)

دوسرا بیٹا: بائبل نے یہیں پر بس نہیں کیا، بلکہ حضرت یعقوبؑ کے دوسرے بیٹے یہوداہ کے متعلق تحریر کیا: (کہ یہوداہ نے اپنے بیٹے عیر کی شادی تمر نامی ایک عورت سے کر دی۔ عیر شریر تھا اس لیے اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ یہوداہ نے اپنے دوسرے بیٹے کو ترغیب دی کہ اپنے بھائی کی بیوی سے ہم بستری کرتا کہ تیرے بھائی کی نسل چلے اور یہ حق دیور کا ہے اور یہوداہ کا بیٹا اونان اپنی بھابھی کے پاس جاتا تو تھا مگر اپنا نطفہ زمین پر گرا دیتا تھا کہ بھائی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

کے نام سے نسل نہ چلے۔اس قصور کی وجہ سے اللہ نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔

تب یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے کہا کہ وہ اپنے والد کے گھر چلی جائے، یہاں تک کہ یہوداہ کا بیٹا سیلہ بالغ ہو جائے۔تمر اپنے والد کے گھر چلی گئی۔جب سیلہ بالغ ہو گیا اور تمر کی شادی اس سے نہ کی گئی، تو اسی دوران یہوداہ تمنت کو تیار ہوا، تمر کو علم ہوا، تو وہ تمنت کے راستہ میں برقعہ اوڑھ کر جا بیٹھی۔آگے بائبل کی زبانی سنیے

"یہوداہ اسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے، کیونکہ اس نے اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔

☆......سو وہ راستہ میں اس کی طرف کو پھرا اور اس سے کہنے لگا کہ ذرا مجھے اپنے ساتھ مباشرت کر لینے دے، کیونکہ اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ اس کی بہو ہے۔

☆......اس نے کہا کہ تو مجھے کیا دے گا تا کہ میرے ساتھ مباشرت کرے۔

☆......اس نے کہا میں ریوڑ سے بکری کا ایک بچہ تجھے بھیج دوں گا۔

☆......اس نے کہا کہ اس کے بھیجنے تک تو میرے پاس کچھ رہن کر دے گا؟ اس نے کہا کہ تجھے رہن کیا دوں؟۔اس نے کہا کہ اپنی مہر اور اپنا بازو بند اور لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔اس نے یہ چیزیں دیں اور اس کے ساتھ مباشرت کی اور وہ اس سے حاملہ ہو گئی ٥ (پیدائش ۳۸:۱۸تا۱۵)

تین ماہ بعد یہوداہ کی پتہ چلا کہ اس کی بہو حاملہ ہے۔یہوداہ نے بہو کو جلانے کا ارادہ کیا، تو اس نے مہر، بازو بند اور لاٹھی پیش کر دی اور کہا کہ یہ ان چیزوں والے کا کام ہے۔اس پر یہوداہ نے کوئی سزا نہ دی، چنانچہ تمر کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے ایک کا نام فارض تھا اور دوسرے کا زارح۔

(ملاحظہ ہو پیدائش ۳۸:۱۹تا۳۰)

قارئین کرام! آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ متی کی انجیل، باب اول میں ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب اسی فارض کی اولاد میں سے تھے۔ملاحظہ فرمائیے کہ ادنیٰ سی جنبشِ قلم نے کتنے برگزیدہ انبیاء کرامؑ کی عصمت کا خون کر دیا۔

حضرت لوطؑ اور بائبل:

حضرت لوطؑ اللہ تعالیٰ کے بڑے برگزیدہ پیغمبر گزرے ہیں۔آپؑ نے اپنی پوری زندگی اپنی قوم سے بدکاری ختم کرنے میں صرف فرما دی۔افسوس پر افسوس کہ بائبل نے آپ کی رفعتِ شان کو قطعاً نظر انداز کرتے ہوئے آپؑ پر ایک ایسا گھناؤنا اور خبیث ترین الزام لگا دیا کہ جس کا ذکر کرتے ہوئے ہاتھ کانپتے ہیں، قلم لرزتا ہے اور جسم پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔میں اپنے قلم سے ان الزامات کا کبھی ذکر نہ کرتا، لیکن میں دنیا والوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اے دنیا والو سنو! میرے آقا رسولِ عربی ﷺ کی تشریف آوری سے قبل دنیا کس قدر اندھیر نگری بنی ہوئی تھی۔اس وقت کی دنیا کی بہترین قوم جسے لوگ دینِ سماوی کی محافظ خیال کرتے تھے۔اس قوم کی مقدس کتابوں میں کس قدر تحریف ہو چکی تھی۔خواہشاتِ نفسانیہ کے پجاری بعض علماء یہود نے کیسے گھناؤنے الزام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں پر لگا رکھے تھے۔

یہ میرے آقا رسولِ عربی ﷺ کی تشریف آوری اور تعلیمات کا صدقہ ہے کہ آج یہود و نصاریٰ بھی ان عبارات پر شرماتے ہیں۔

نقلِ کفر، کفر نہ باشد کے مصداق لوطؑ پر لگائے جانے والے الزام کی عبارت ملاحظہ ہو"اور لوط صغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں، کیونکہ اسے صغر میں بستے ڈر لگا اور وہ اور اس کی بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگے۔

☆......تب پہلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں کہ جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے۔

☆......آؤ ہم اپنے باپ کو مے پلائیں اور اس سے ہم آغوش ہوں تا کہ اپنے باپ کی نسل باقی رکھیں۔

☆......سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مے پلائی اور پہلوٹھی اندر گئی اور اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی، پر اس نے نہ جانا، کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی اور دوسرے روز یوں ہوا کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہم آغوش ہوئی، آؤ آج رات بھی اس کو مے پلائیں اور تو بھی جا کر اس سے ہم آغوش ہو تا کہ ہم اپنے باپ کی نسل کو باقی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

رکھیں۔

☆......سو آج رات بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی اور چھوٹی گئی اور اس سے ہم آغوش ہوئی، پر اس نے نہ جانا کہ وہ کب لیٹی اور کب اٹھ گئی، سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں۔

☆......اور بڑی کے ایک بیٹا ہوا اور اس نے اس کا نام موآب رکھا۔ وہی موآبیوں کا باپ ہے جو اب تک موجود ہیں ٥ اور چھوٹی کے بھی ایک بیٹا ہوا اس کا نام بن عمی رکھا، وہی بنی عمون کا باپ ہے، جو اب تک موجود ہیں

(پیدائش ۲۰:۳۰ تا ۳۸)

معاذ اللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ تعالیٰ! ذرا سوچیے کہ کیا مذکورہ عبارت اس توراۃ کی ہوسکتی ہے کہ جس توراۃ کو قرآنِ پاک فرماتا ہے: انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی وّ نور (المائدہ)

ترجمہ ”بے شک ہم نے توراۃ نازل فرمائی، اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔“

اور کیا یہ اسی توراۃ کی عبارت ہے کہ جسے حضرت سیّدنا موسیٰ کلیم اللہ چالیس روز و شب کے طویل انتظار کے بعد کوہِ طور سے لیکر آئے تھے؟ یقیناً یہ اس تورات کی عبارت نہیں ہوسکتی ہے، اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس توراۃ، زبور اور انجیل پر مکمل ایمان لاتے ہیں کہ جو خدائے بزرگ و برتر نے نازل فرمائی، لیکن اس توراۃ، زبور اور انجیل کو تسلیم نہیں کرتے جو عیار لوگوں کی گھڑی ہوئی ہیں۔

حضرت لوطؑ اور قرآن پاک:

قرآنِ پاک میں بہت سی جگہوں پر حضرت سیدنا لوطؑ کا تذکرہ موجود ہے۔ ہم اس جگہ سورۃ الانبیاء کی دو آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ نقل کرتے ہیں

ترجمہ ”اور لوطؑ کو ہم نے حکومت اور (نبوت) کا علم عطا فرمایا اور ہم نے انہیں اس بستی سے نجات دی (کہ جس کے باشندے) گندے کام کرتے تھے۔ بے شک وہ بہت ہی برے اور فاسق لوگ تھے اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت کی پناہ میں لے لیا۔ بے شک وہ ہمارے قربِ خاص کے مستحق لوگوں میں سے تھے۔“

قرآن پاک نے ثابت فرمایا کہ لوطؑ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی حفاظت میں اور قربِ خاص میں تھے، اس لیے آپؑ سے کسی بھی فعلِ قبیح کا صدور قطعاً ناممکن ہے۔

حضرت داوٗدؑ اور بائبل:

حضرت سیّدنا داوٗدؑ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے برگزیدہ نبی اور صاحبِ کتاب رسول تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر زبور نازل فرمائی، مگر موجودہ بائبل کی کتاب ”سموئیل ثانی“ میں ہے۔

”اور شام کے وقت داوٗد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی، تب داوٗد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا۔ اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع حِتّی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داوٗد نے لوگ بھیج کر اسے بلوا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی کی وجہ سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر چلی گئی۔ اور وہ عورت حاملہ ہوگئی، سو اس نے داوٗد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں“

(سموئیل ثانی ۱۱:۱ تا ۵)

سموئیل ثانی کے اسی باب ۱۱ میں ہے کہ حضرت داوٗد علیہ السلام نے اس عورت کے خاوند حِتّی اوریاہ کو اپنے حضور طلب کیا اور پھر اس بے چارے جاں نثار غلام کو اپنا گیان چھپانے کی خاطر دھوکے سے قتل کروا دیا اور اس کی بیوی سے خود شادی رچالی! (تفصیل ملاحظہ ہو: ۲ سموئیل باب ۱۱)

معاذ اللہ سوچیے! کیا اخلاقِ انبیاء یہی ہے کہ جس کا نقشہ بائبل نے پیش کیا۔ کیا دنیا والوں کے سامنے اسوہ حسنہ پیش کرنے والوں کا اپنا کردار ایسا گھناؤنا ہوتا ہے کہ وہ مکان کی چھت پر چڑھ کر اس طرح نظارہ بازی کریں اور پھر غیروں کی عورتوں سے بدکاری کریں اور اپنے گناہ چھپانے کی خاطر ان کے خاوند کو قتل کروا دیں۔ عیاذ باللہ تعالیٰ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ ایسے قبیح افعال سے اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو محفوظ و مامون رکھتا ہے۔ پیغمبر کی شان تو اعلیٰ و ارفع ہوتی ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

توہین پر توہین: سموئیل ثانی میں ہے کہ (مذکورہ واقعہ کے بعد ناتن نبی نے ایک تمثیل کے ساتھ داؤد علیہ السلام کو ان کی غلطی سے مطلع کیا اور ڈانٹتے ہوئے کہا" "سو خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں تیرے شر کو تیرے ہی گھر سے تیرے خلاف اٹھاؤں گا اور میں تیری بیویوں کو لے کر تیری آنکھوں کے سامنے تیرے ہمسایہ کو دوں گا اور وہ دن دہاڑے تیری بیویوں سے صحبت کرے گا کیونکہ تو نے چھپ کر یہ کیا، پر میں سارے اسرائیل کے روبرو دن دہاڑے یہ کروں گا" (۲سموئیل ۱۲:۱۱،۱۲)

معاذ اللہ تعالیٰ ثم معاذ اللہ تعالیٰ! کیا خدا تعالیٰ کے نبی اسی سلوک کے قابل ہوتے ہیں؟

"سبحانک ھذا بھتان عظیم"

اسی کتاب سموئیل ثانی کے باب ۱۳ میں ایک واقعہ مذکور ہوا جو اختصاراً یوں ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی تمر نامی ایک بیٹی تھی، جو بہت ہی خوبصورت تھی۔ داؤد علیہ السلام کا بیٹا امنون اپنی بہن تمر پر عاشق ہو گیا، مگر اس کا کسی بھی طرح اپنی بہن پر بس نہ چلتا تھا، چنانچہ نے چچا یوندب کو اپنا ہمراز بنایا اور یوندب کے مشورہ سے اپنے آپ کو جھوٹ موٹ کا بیمار بنالیا۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بیٹے امنون کی تیمارداری کو آئے تو امنون نے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میری بہن تمر اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر مجھے کھلائے، اسے میرے پاس بھیج دیں، چنانچہ اس کی بہن تمر آئی اور کھانا تیار کیا، امنون کو کھلانے لگی، تو امنون نے کہا کمرے میں چل اور اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا کھلا۔ یہ بیچاری اندر چلی گئی تو امنون نے اس پر حملہ کر دیا اور چیختی چلاتی اپنی ہمشیرہ کی عزت لوٹ لی اور رسوا کر کے اسے اپنے کمرے سے نکال دیا۔ داؤد علیہ اسلام کو صاحبزادے کی حرکت کا علم ہوا تو صرف غصہ ہوئے، مگر کوئی سزا نہ دی۔ دو سال بعد تمر کے بھائی یعنی داؤد علیہ السلام کے دوسرے بیٹے ابی سلوم نے اپنے بھائی امنون کو اسی جرم کی پاداش میں اپنے خادموں سے قتل کروا دیا۔ اس کے بعد ابی سلوم تین سال تک اپنے باپ سے اپنی جان بچانے کیلئے جلاوطن رہا اور بہت عرصہ تک حضرت داؤد علیہ السلام کپڑے پھاڑ کر اپنے بیٹے امنون کی موت پر ماتم کرتے رہے (معاذ اللہ تعالیٰ)۔

بائبل مقدس کی ایک اور کتاب "سلاطین اول" میں ایک افسانہ درج ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسے بائبل کے اپنے الفاظ میں نقل کیا جائے ملاحظہ ہو۔

اور داؤد بادشاہ بڈھا اور کہن سال ہوا اور وہ اسے کپڑے اوڑھاتے پر وہ گرم نہ ہوتا، سو اس کے خادموں نے اس سے کہا کہ ہمارے مالک بادشاہ کیلئے ایک جوان کنواری لڑکی ڈھونڈی جائے جو بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اس کی خبر گیری کیا کرے اور تیرے پہلو میں لیٹ رہا کرے تاکہ ہمارے مالک کو گرمی پہنچے، چنانچہ انہوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک خوبصورت لڑکی تلاش کرتے کرتے شونمیت ابی شاگ کو پایا اور اسے بادشاہ کے پاس لائے۔ اور وہ لڑکی بہت شکیل تھی، سو وہ بادشاہ کی خبر گیری اور اس کی خدمت کرنے لگی، لیکن بادشاہ اس سے واقف نہ ہوا"۔ (۱سلاطین ۱:۱تا۴)

اسی سلاطین کے دوسرے باب میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے بیٹے ادونیا نے اس لڑکی شونمیت سے شادی کرنے کی کوشش کی، مگر ادونیا اپنے بھائی سلیمان کے ہاتھوں مارا گیا۔ (۲:۱۳یا۲۵)

سوچیے! ہم نہیں جانتے کہ آخر اس بائبل مقدس کے مصنفین نے انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس و مطہر گھروں کو رنڈی خانہ کے منظر میں کیوں پیش کیا ہے؟ کیا اولوالعزم پیغمبروں اور اپنے نبیوں کا ان کے دلوں میں یہی مقام اور احترام ہے؟ ذرا سوچیے کہ وہ لوگ جو منکرین خدا ہیں، جو کسی بھی دین سماوی کو تسلیم نہیں کرتے، جب وہ ایسے واقعات پڑھیں گے تو کیا کہیں گے کہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے لوگوں کو ہدایت دینے کیلئے ایسے ایسے لوگوں کا انتخاب کیا گیا تھا؟ کیا انبیاء کرام کی اخلاقی اقدار اس قدر زوال پذیر تھیں؟ حالانکہ وہ کیا جانیں کہ یہ سب تو تخریب کار شیطانی اذہان کی کارستانی ہے۔ اخلاق انبیاء علیہم السلام کا صحیح ترین نقشہ تو وہ ہے جسے نبی صادق ہادی برحق ختم الرسل، امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم کے حوالہ سے پیش فرمایا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور قرآن عظیم:

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کا ذکر خیر بھی قرآن پاک میں کئی جگہ پر آیا ہے، ہم ذیل میں بعض آیات مبارکہ کا ترجمہ نقل کرتے ہیں (فرمان خداوندی ہے)

ترجمہ: ''اور بے شک ہم نے داؤد (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) کو بڑا علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے (بطور شکر نعمت) کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں کہ جس نے ہمیں (علم و نبوت عطا فرما کر) اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر فضیلت بخشی''

سورۃ ''سبا'' میں ہے۔

ترجمہ: اور بیشک ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنا بڑا فضل اور بزرگی عطا فرمائی (اور ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑ! داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ ہماری طرف رجوع کرو اور اے پرندو! تم بھی۔ اور ہم نے ان (یعنی داؤد علیہ السلام) کے لئے لوہے کو نرم فرما دیا'' (۳۴/۱۰)

سورۃ ''ص'' میں ہے!

ترجمہ: ''اے نبی علیہ السلام تم آپ کافروں کی باتوں پر صبر فرمایئے اور ہمارے انعام یافتہ بندے داؤد (علیہ السلام کا ذکر فرمایئے، بے شک وہ ہمارے بڑے ہی فرمانبردار بندے تھے، بے شک ہم نے پہاڑوں کو مسخر فرمادیا، وہ ان کے ساتھ صبح و شام تسبیح کرتے تھے اور پرندے جمع شدہ ان کے فرمانبردار تھے اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط فرمایا اور انہیں قول فیصل عطا فرمایا'' (۱۷ تا ۱۹/۳۸)

ملاحظہ فرمایئے آیات قرآنی آپ علیہ اسلام کے فضل و شرف کی کیسی عظیم شاہکار ہیں،

حضرت سلیمان علیہ السلام اور بائیبل:

حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی ہیں۔ بائیبل نے الزام لگایا کہ آپ علیہ السلام آخر عمر میں (معاذ اللہ تعالیٰ) مرتد ہو گئے تھے اور بتوں کی پوجا شروع کر دی تھی۔ اس کی وجہ بائیبل یہ بیان کی کہ خدا تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو منع کیا تھا کہ مواتی، عمونی، ادومی، میدانی اور حتی (قبائل کی) عورتوں سے تعلق قائم کرنا کہ یہ سب بت پرست ہیں اور تمھیں بت پرستی کی طرف مائل کرلیں گی، مگر سلیمان علیہ السلام بوڑھے ہو گئے، تو بیویوں نے ان پر بر پرستی کی طرف مائل کر دیا اور وہ (معاذ اللہ) اس طرف دل سے مائل ہو گئے اور بیویوں کی خاطر بت کیلئے ایک اونچا مقام، (مندر) بھی بنوا دیا حالانکہ خدا نے دوبار ظاہر ہو کر اسے اس بات سے منع کیا تھا لیکن سلیمان (علیہ السلام) نہ مانا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سلاطین اول با ب ۱۱، آیات ۱ تا ۱۰)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق یہ خیال ان لوگوں کا تھا جو اپنے آپ کو دین آسمانی کا خیال کرتے تھے کہ'' نحن ابنوا الله و احباو ہ'' (یعنی ہم خدا کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں) اور وہ لوگ جو عام مشرکین تھے، ان کے نزدیک سلیمان (علیہ السلام) ایک ایسے بادشاہ کا نام تھا جو بہت بڑا جادوگر تھا اور اس نے اپنے جادو کے زور سے اپنی سلطنت کو قائم کر رکھا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور قرآن کریم:

حضور سید عالم ﷺ جب کائنات ہستی میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ پیغمبر سلیمان علیہ السلام پر لگے ہوئے الزامات کی پرزور تردید فرمائی اور قرآن پاک کے حوالہ سے فرمایا:

ترجمہ: اور (جہلا) نے پیروی کی، اس (جادو) کی جو سلیمان (علیہ السلام) کے زمانہ حکومت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے (اور یہ کفر ہے) جبکہ سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہیں کیا (کیونکہ وہ تو نبی تھے) لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ (۲/۱۰۲)

مزید برآں قرآن کریم کی سورۃ النمل پارہ ۱۹ میں حضرت سلیمان علیہ السلام ایک طویل قصہ بیان ہوا جو آپ کے تبلیغ رسالت فرمانے اور توحید الٰہیہ کا منہ بولتا ثبوت ہے اور وہ واقعہ آپ علیہ السلام کے پیغمبرانہ منصب اور بلندی کردار کی ناقابل تردید شہادت پیش کرتا ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام اور بائیبل:

انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد دنیا سے کفر و شرک کو مٹانا، لوگوں کو صراط مستقیم کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

بلا نا ہوتا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام تو حید خداوندی کے سب سے بڑے داعی ہوتے ہیں، وہ بت پرستی، شرک و بدعت کے قلع قمع کرنے کیلئے جان تک کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے، ان جلیل القدر پیغمبروں میں سے ایک حضرت ہارون علیہ السلام بھی ہیں۔ افسوس کہ بائبل نے توحید الٰہیہ کے علمبرادار اس نامور پیغمبر پر بت گری۔ بت پرستی اور لوگوں کو شرک کی دعوت دینے کا بدترین الزام لگادیا،

توارت میں ہے (موسیٰ علیہ السلام) کوہ طور پر گئے تو) ''اور لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگادی، تو وہ ہارون (علیہ السلام) کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے، اٹھ ہمارے لئے دیوتا بنا دے، جو ہمارے آگے آگے چلے، کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا کیا ہو گیا۔ ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے۔ اور اس نے ان کو ان کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی عورت چھینی سے ٹھیک کی۔ تب وہ رونے لگے اے اسرائیل یہی وہ تیرا دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا۔ یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی اور اس نے اعلان کر دیا کہ کل خداوند کیلئے عید ہوگی، اور دوسرے دن صبح سویرے اٹھ کر انہوں نے قربانیاں چڑھائیں، پھر ان لوگوں نے کھایا پیا اور اٹھ کر کھیل کود میں لگ گئے؛

(خروج ۳۲:۱تا۶)

توارت کے بیان سے ثابت ہوا کہ بچھڑا بنانے والے اور اس کی پوجا کا حکم دینے والے خود ہارون علیہ السلام۔ نیز آپ کی ترغیب سے لوگوں نے بچھڑے کی بھینٹ جانور بھی چڑھائے اور اس بھینٹ کو کھایا بھی۔

حضرت ہارون علیہ السلا اور قرآن پاک:

بچھڑے کے پوجنے اور بنائے جانے کا واقعہ قرآن مجید میں بھی مذکور ہوا ہم اس سلسلے میں سورۂ طٰہٰ کی چند آیات مقدسہ کا ترجمہ نقل کرتے ہیں،

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، پر ہی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جب اپنی قوم کی گمراہی اور گئو پرستی کا پتہ چلا)

ترجمہ: ''تو موسیٰ (علیہ السلام، اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے افسوس کرتے ہوئے آئے (اور اپنی قوم سے) فرمایا: کیا تمہارے پروردگار نے تم سے (کتاب دینے) اچھا وعدہ نہ فرمایا تھا کیا تم پر کوئی بہت لمبی مدت گزر گئی تھی یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے غضب اترے پس تم نے میرے وعدے کے خلاف کیا۔ قوم نے عرض کیا کہ ہم نے اپنے اختیار سے آپ سے وعدہ خلافی نہیں کی (دراصل) ہم سے قوم (فرعون) کے زیورات کا بوجھ اٹھوایا گیا تھا۔ ہم نے اسے پھینک دیا۔ پھر اسی طرح سامری نے بھی زیور (آگ میں ڈال دیا۔ پھر اس نے (اس زیور سے) ان کیلئے بے جان بچھڑے کا ایک جسم بنایا، اس کی آواز گائے کی طرح تھی پھر (سامری اور اس کے ساتھی) کہنے لگے کہ یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ (علیہ السلام) کا معبود بھی یہی ہے تو وہ اسے بھول گئے، کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ بچھڑا نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ہی ان کیلئے نفع یا نقصان کا مالک ہے اور اس میں شک نہیں کہ ہارون علیہ السلام نے ان (لوگوں) سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم اس (بچھڑے) کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے ہو، حقیقت یہ ہے کہ تمہارا پروردگار تو رحمان ہی ہے، پس تم میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو۔ وہ (بنی سرائیلی) کہنے لگے۔ ہم اس (بچھڑے کی عبادت) پر اس وقت تک جے بیٹھیں گے کہ موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے پاس لوٹ کر آجائیں''۔ (سورۃ ۲۰، آیات ۸۶تا۹۱)

قرآن پاک نے واضح ترین الفاظ میں ثابت فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا دامن عصمت، بت گری یا بت پرستی یا ترغیب، بت پرستی کے غلیظ دھبہ سے بالکل پاک و منزہ ہے۔ بچھڑا بنانے والا بد بخت سامری، جبکہ ہارون علیہ السلام تو لوگوں کو قطعاً بت پرستی سے منع کرنے والے اور اس کے انجام بد کی خبر دینے والے ہیں۔

خلاصہء کلام: مذکورہ بالا بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوا کہ بائبل کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کا معصوم ہونا کوئی شرط نہیں، شیطان کا ان پر بھی ویسا ہی تسلط ہے جیسا کہ ایک عامی شخص پر اسی لئے ان کا ہر حکم فعل قابل عمل یا لائق تحسین نہیں اور وہ دنیا کیلئے کامل ترین نمونہ نہیں بن سکتے، ان کے اندر بھی خامیاں پائی جاتی ہیں اور غلیظ ترین غلطیاں بھی۔

یہ تمام تر خیالات خدائے بزرگ و برتر جل شانہ کے مجتبیٰ بندوں

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں بدترین توہین کا درجہ رکھتے ہیں اور ہمارے اس دعویٰ کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ حضور پرنور سید الانبیاء ﷺ کی تشریف آوری سے قبل الا ماشاء اللہ عام انسان کی نگاہ میں بھی انبیاء علیہم السلام مطعون تھے۔ اس زمانے میں بہت کم ایسے لوگ تھے جو کہ ان خرافات کی تردید کرتے تھے اور ان کو اباطیل واہیہ خیال کرتے تھے۔

لیکن بعثت مصطفےٰ ﷺ نے پورے عالم میں ڈنکا بجا دیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور ان کی عصمت کی براہ راست خدا حفاظت فرماتا ہے اس ثبوت کیلئے حضور امام الانبیاء ﷺ نے عملی طور پر اپنی ذات مقدسہ کو پیش فرمایا اور اپنی نبوت کا اعلان فرمانے سے قبل اہل دنیا کے سامنے اپنی ذات بابرکات ستودہ صفات اور اپنے بے مثل اور عدیم النظیر کردار کو پیش فرمایا اور یہ چیلنج دیا، گویا کہ فرمایا اے اہل مکہ! میری زندگی کے ان چالیس سالہ دور سے کوئی ایک لمحہ بھی ایسا دکھا دو کہ جس میں کوئی ایک ذیل فعل سرزد ہوا ہو، مجھے کوئی ایسا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ ہی بتاؤ کہ جو میرا امانتداری اور سچائی کا شاہکار نہ ہو کہ جس میں میری طرف جھوٹ یا بددیانتی کا اشارہ تک بھی ملتا ہے، مگر آسمان شاہد ہے اور زمین گواہ ہے کہ اس جم غفیر سے کوئی بھی شخص یہ نہ کہہ سکا کہ تمہارے اندر فلاں نقص ہے یا کبھی تھا، حالانکہ بدترین بھی موجود تھے اور بہترین دوست بھی۔ دامن کوہ میں موجود اہل مکہ کے تاریخی اجتماع نے جب بیک زبان یہ قرار کرلیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آج تک کوئی اور کسی قسم کی بھی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جان لو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ا۔ گویا کہ حضور سرور کونین خاتم النبیین ﷺ نے عملی طور پر ثابت فرما دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کا نبی ہوتا ہے، اس کا آئینہ کردار نہایت صاف شفاف اور افعال قبیحہ ورزیلہ کے زنگار سے بالکل محفوظ و مامون ہوتا ہے اور جس کے اندر افعال مذمومہ وخبیثہ پائے جائیں وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہوا ہی نہیں کرتا۔

اعلان خاوندی: خدائے بزرگ و برتر جل شانہٗ نے جب ابلیس لعین کو مردود بارگاہ قرار دے کر اسے مقام عزت سے نکال دیا تو، اس نے اپنے لئے طویل زندگی مانگ کر بارگاہ رب العزت میں قسم اٹھا کر کہا کہ میں نسل انسانی کو گمراہ کردوں گا۔ خدائے لم یزل جل شانہٗ نے فرمایا: (جس کا مفہوم ہے) کہ جا ہر ممکنہ کوشش کر، جسے چاہے گمراہ کر، مگر یاد رکھ! جو میرے مجتبیٰ (چنے ہوئے) بندے ہیں، ان پر تیرا ہرگز تسلط نہ ہو سکے گا۔ سورۃ الحجر میں ہے۔

’قال ربی بما اغویتنی لا زینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین ٥ الا عبا دک منھم المخلصین ٥ قال ھذا سراط علی مستقیم ٥ ان عبا دی لیس لک علیھم سلطان الا من اتبعک من الغوین ٥ (۱۵، آیات ۳۹ تا ۴۳)

ترجمہ: (ابلیس) "بولا اے میرے رب مجھے قسم ہے اس کی تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، میں ضرور زمین میں ان (انسانوں) کو گناہ خوبصورت بنا کر دکھاؤں گا اور ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو تیرے خالص (چنے ہوئے) بندے ہیں (وہ بچے رہیں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ راہ (ہدیت) سیدھا میری طرف آتا ہے، بے شک میرے مجتبیٰ بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا (تیری نہیں مانیں گے) سوائے ان کے جو گمراہ ہوئے"۔

سورۃ بنی اسرائیل میں شیطان لعین کی رسی کو دراز کرنے کا ذکر فرما کر پھر تنبیہ فرمائی،

" ان عبا دی لیس لک علیھم سلطن ط
و کفی بر بک و کیلا" ۱۷/۶۵

ترجمہ: (اے ابلیس) بے شک میرے خالص بندوں پر تیرا کوئی قابو نہیں چلے گا اور (اے محبوب علیہ السلام) آپ کا رب کارسازی کیلئے کافی ہے"

سورۃ 'ص' میں شیطان لعین کا اعلان اور اقرار بایں الفاظ مذکور ہے،

’قال فبعزتک لا غوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین" (سورۃ ۳۸، ۸۲ تا ۸۳)

(ابلیس نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ میں ان تمام انسانوں کو گمراہ کردوں گا، مگر ان میں جو تیرے خالص (چنے ہوئے) بندے ہیں، وہ میرے شر سے محفوظ رہیں گے")

قرآن عظیم کے بار بار کے اس اعلان سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے انبیاء علیہم السلام سے افعال شیطانی کا صدور ناممکن ہے ۔ شیطان لعین ان پر تسلط نہیں جما سکتا ہے اور اس چیز کا اقرار شیطان نے خود بھی کیا ہے۔ اس کے برعکس موجودہ بائبل نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق جو ریمارکس دیئے، وہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نجدیوں سے نفرت

ابو یوسف محدث کوٹلوی

غیاث اللغات صفحہ نمبر ۳۹۳ میں لکھا ہے !

شیخ نجدی شیطان کا لقب ہے، کفار مکہ نے جب حضور علیہ السلام کے قتل کا مشورہ کیا تو اس میں شیطان ایک بوڑھے نجدی کی شکل میں آ کر شریک مشورہ ہو گیا۔

"چوں پرسیدند کسیتی"؟

کفار مکہ نے جب پوچھا۔ تم کون ہو؟

"گفت که من شیخم از ملک نجدآ مده ام"

تو شیطان بولا کہ میں شیخ ہوں، ملک نجد سے آیا ہوں۔ پھر شیطان خود کہنے لگا"۔

"دریں مشوره با شما شریکم"

قتل کے اس مشورہ میں تمہارے ساتھ برابر کا شریک ہوں۔

معلوم ہوا کہ نجدی حضور کے برخلاف تھے اسی لیے شیطان نے اس گروہ اور اس سرزمین کا نام لیا جس کی نسبت کفار کو یقین تھا کہ نجدی لوگ ہمارے ساتھی ہیں۔ معلوم ہوا کہ نجد کے ساتھ شیطان کا گہرا تعلق ہے اس تعلق کی نشاندہی خود مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی تھی۔

هناک الزلازل و الفتن وبها یطلع قرن الشیطان

وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کے سینگ نکلے گا۔

یہی وجہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے حق میں دعا خیر نہ فرمائی تھی۔

صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم فوقع كما اخبر

نجد کہاں واقع ہے؟:

نجد، عرب میں ایک ملک کا نام ہے۔ مجمع البحار میں لکھا ہے۔

هو اسم خاص لمادون الحجاز ممايلى العراق

ماسوائے حجاز کو، جو عراق سے متصل ہے، نجد کہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عراق اور نجد مختلف ہیں۔ عراق اور ہے اور نجد اور۔ دونوں ایک نہیں، ہاں نجد عراق سے متصل ضرور ہے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ نمبر ۵۴۳ میں بحوالہ خطابی لکھتے ہیں:

اصل النجد ما ارتفع من الارض و هو خلاف الغور فانه ما انخفض منها و اتهامة كلها من الغور و مكة من تهامه.

'نجد' اصل میں بلند جگہ کو کہتے ہیں اور وہ "غور" کی ضد ہے۔ غور پست جگہ کو کہتے ہیں۔ اور تہامہ سب کا سب غور سے ہے اور مکہ تہامہ سے ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ تہامہ، نجد نہیں بلکہ غور ہے اور مکہ مکرمہ بھی تہامہ سے ہے۔'

لیکن مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے اپنے رسالہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجدیوں سے محبت" میں تہامہ کو بھی نجد میں داخل کیا ہے۔ اسی طرح ایڈیٹر اہل حدیث امرتسر نے بھی تہامہ اور یمن کو داخل نجد سمجھا ہے۔ یہ دونوں باتیں صحیح نہیں۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن اور شام کے لیے دعا فرمائی تو ایک نجدی نے کہا تھا۔

"وفی نجدنا" اور ہمارے نجد کے حق میں بھی دعا فرمائیے! تو اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے کہ یمن اور شام بھی تو نجد ہے۔ جب میں یمن وشام کے لیے دعا کرتا ہوں تو نجد کے لیے بھی دعا ہو گئی۔

اگر فی الواقع حجاز کے ماسواء سب نجد تھا تو آپ صرف نجد کے لیے دعا فرما دیتے تو سب ملک اسی میں آ جاتا۔ حالانکہ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے یمن اور شام کے لیے دعا فرمائی لیکن نجد کے لیے نہیں۔

عراق اور تہامہ، نجد میں داخل نہیں: غیاث اللغات

نجد نام ملکے ازعرب میان حجا ز و عراق و میانِ بصره مکه که زمیں آں بلند است به نسبت یما مه و حجاز،

نجد عرب کے ایک ملک کا نام ہے، جو حجاز و عراق اور بصرہ و مکہ کے درمیان ہے۔ اور یمامہ و حجاز کی نسبت اسکی بلند ہے۔ معلوم ہوا کہ نجد عراق نہیں ہے۔

منتہی الارب:

"نجد با لفتح زمین بلند. انجد کافلس و نجا ر ککتاب و نجدککتب جمع راه روشن بربالا. دازبلاد عرب و آں چه برخلاف غور است که تهامه باشد و گاہے حیم را ضمه دهنده. اعلائے نجد تہامه ویمن است و اسفل آں عراق و شام و اوّل آں از جانب حجاز ذات عرق"۔

اس عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ تہامہ نجد میں سے نہیں۔ اس کی ایک طرف تہامہ اور

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

یمن ہے اور دوسری طرف عراق وشام ۔یعنی تہامہ، یمن شام، حجاز اور عراق سب کے سب نجد میں سے نہیں ۔ان تمام ملکوں سے نجد الگ ہے جو آج کل سعودی عرب کا ایک صوبہ ہے۔

قاموس:

النجد ما اشرف من الارض والطريق الواضح المرتفع وما خالف الغور وبضم جيم مذكر اعلاه تهامه واليمن و اسفله العراق و اشام و اوله من جهة الحجاز ذات عرق

اس عبارت کا مطلب وہی ہے جو منتہی الارب کا ہے۔

خود صاحب قاموس نجد کی تعریف میں

'ماخالف الغور یعنی تہامہ' کہتا ہے۔

یعنی نجد وہ ہے جو تہامہ کے خلاف ہے اور تہامہ غور ہے۔

پھر "اعلاہ تہامہ'' سے یہ سمجھنا کہ تہامہ بھی نجد ہے اور اسفلہ العراق سے عراق کو بھی داخل نجد سمجھنا توجیہ القول بمالا یرضی بہ قائلہ کے قبیل ہے۔

پس معلوم ہوا کہ تہامہ اور عراق نجد میں داخل نہیں۔نجد ان دونوں سے الگ ہے۔

صراح: "نجد ایضاً من بلاد العرب وھو خالف "الغور والغور ھو تہامة و کل ما از تفع من تہامة الی ارض العراق نھو نجد۔"

نجد بلاد عرب سے ہے اور وہ غور کے خلاف ہے اور غور تہامہ ہے تہامہ سے لے کر عراق تک جو زمین اونچی ہے وہ نجد ہے۔صاحب،صراح نے صاف ظاہر کر دیا کہ تہامہ سے لیکر عراق تک جو زمین اونچی ہے وہ نجد ہے معلوم ہوا کہ تہامہ اور عراق نجد میں شامل نہیں۔

نواب صدیق حسن بھوپالوی: اپنی کتاب ہدیۃ المسائل کے ص ۱۲۳ میں لغات کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔"مراد دریں جا نجد، بلاد عرب مادوں حجاز متصل عراق است محمد بن عبدالوہاب نجدی ہما جابود"۔

اس جگہ نجد سے مراد وہ علاقہ ہے جو ماسوائے حجاز کے عراق سے متصل ہے محمد بن عبدالوہاب نجدی اسی جگہ کا تھا۔

اپنے گھر کی گواہی تو مان جائیے: نواب صدیق حسن بھوپالوی جو کہ وہابیوں کے لئے نزل الابرار اور ہدیۃ المسائل جیسی کتابیں مرتب کرنے والے ہیں ۔وہ خود کہہ رہے ہیں کہ نجد اور عراق دو الگ ملک ہیں نجد کا جو حصہ عراق سے متصل ہے، محمد بن عبدالوہاب اسی جگہ کا رہنے والا تھا۔

حضور علیہ السلام کا فیصلہ: رسول کریم ﷺ نے حج میقات ،اہل نجد قرن منازل مقرر فرمایا (دیکھئے بخاری شریف) اہل یمن کے لئے یلملم ،اہل شام کے لئے جحفہ اور اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ ۔اور دار قطنی میں ہے۔

اہل عراق کے لئے ذات عرق کو حج کا میقات مقرر فرمایا۔معلوم ہوا کہ نجد، الگ ملک ہے جس کا میقات بھی الگ فرمایا گیا۔اگر عراق بھی نجد ہی ہوتا تو عراق کا میقات الگ مقرر نہ کیا جاتا۔

حدیث قرن شیطان: جو لوگ حدیث قرن شیطان میں نجد سے مراد عراق لیتے ہیں ان کو لازم ہے کہ عراق کے کسی فتنہ کو قبیلہ مضر یا ربیعہ سے ثابت کریں۔کیوں کہ بخاری شریف کی حدیث میں فی ربیعتہ و مضر آیا ہے۔کہ وہ قرن شیطان ربیعہ اور مضر کے لوگوں میں ہوگا۔ہم دیکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور ابن سعود دونوں قبیلہ مضر سے ہیں ۔ان دونوں کے علاوہ حدیث کا مصدق کون ہو سکتا ہے۔

جب یہ ثابت ہو چکا: کہ یمن اور عراق نجد نہیں ہیں تو اب یمن کی تعریف میں احادیث کا پیش کرنا ابن سعود کے حق میں مفید نہیں۔کیونکہ ابن سعود یمنی نہیں اور عراق کی تعریف میں احادیث پیش کرنا محمد بن عبدالوہاب کے حق میں مفید نہیں، کیونکہ وہ عراقی نہ تھا۔

ابن سعود قبیلہ مضر سے ہے یا تمیم سے؟: حامیان ابن سعود ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ابن سعود کو قبیلہ تمیم سے ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بنی تمیم سے محبت رکھنا ضروری ہے۔میں کہتا ہوں کہ نواب حسن صدیق ہدیۃ المسائل میں صفحہ نمبر ۱۱۴ میں لکھتے ہیں۔

"محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان ۔۔۔۔۔۔از مضر بنی تمیم است"۔

نواب صاحب نے محمد بن عبدالوہاب کو یا تو قبیلہ مضر سے یا بنی تمیم سے لکھا ہے اب ملاحظہ فرمایئے یہ دونوں قبیلے حدیث اور تاریخ کی روشنی میں۔

قبیلہ مضر: قبیلہ مضر کے متعلق بخاری شریف میں حدیث ہے کہ حضور ﷺ مضر کے بارے میں بد دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم اشدد وطاتک علی مضر واجعلھا علیھم سنین کسنی یوسف (بخاری پ ۳)

اور حدیث میں آیا ہے۔"اھل المشرق یومئذ من مضر مخالفون لہ"

قبیلہ مضر سے اہل مشرق کے لوگ ،ان دنوں حضو ﷺ کے مخالف تھے پس اگر یہ نجدی قبیلہ مضر سے ہے تو مضر کو اس حدیث میں اہل مشرف فرمایا گیا اور اسی قبیلے کو حضور ﷺ کا مخالف کہا گیا،معلوم ہوا کہ یہ قبیلہ شروع سے رسول کریم ﷺ کا مخالف رہا اور اسی کو اہل مشرق فرمایا گیا۔پھر اسی مشرق کی جانب اشارہ کر کے فرمایا گیا۔

'الفتنہ ھاھنا' فتنہ وہیں ہوگا۔اور اسی کے متعلق فرمایا۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

'رأس الکفر المشرق'

کفر کا سرغنہ مشرق ہے۔ کیا اب بھی شک باقی رہا کہ ابن سعود اور اسکے آباء حدیث قرن شیطان کے مصداق نہیں۔

حدیث کے الفاظ: بخاری شریف کے پارہ ۱۳ میں حدیث قرن الشیطان اس طرح آئی ہے۔

حیث یطلع قرنا الشیطان فی ربیعة و مضر'

یعنی قرن شیطان ربیعہ اور مضر کے لوگوں سے نکلے گا پس قبوں کو گرانے والے، رسول ﷺ کے دربار سے ہٹانے والے بات بات پر مسلمانوں مشرک بنانے والے، اور مسلمانوں کے خون کو بے دریغ بہانے والے ابن سعود اور اس کے حواری بھی قبیلہ مضر سے ہیں۔

فوقع کما اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قبیلہ مضر کی رسول دشمنی: قبیلہ مضر کے لوگ قدیم سے ہی لوگوں کو رسول پاک ﷺ کی حاضری سے روکا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف پ ا میں حدیث وفد عبدالقیس آئی ہے اس وفد نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپ تک بڑی دقت سے پہنچے ہیں کیونکہ بیننا و بینک هذا الحی من کفار مضر آپ کے اور ہمارے درمیان کفار مضر ہیں۔

قبیلہ بنی تمیم: ابن عبدالوہاب ابن سعود کو اگر قبیلہ بنی تمیم سے کہا جائے تو ملاحظہ فرمائیے کہ

قبیلہ بنی تمیم، مضر ہی کی شاخ ہیں: حافظ ابن حجر فتح الباری پارہ ۱۴ صفحہ ۳۰۶ میں فرماتے ہیں۔

ان الذین ذکر وانی مقابلهم و هم تمیم و اسد غطفان وهو ازن جمیعهم من مضر بالاتفاق۔

جن لوگوں کا ان کے مقابلے میں ذکر ہوا ہے یعنی تمیم، اسد غطفان اور ہوازن یہ سب کے سب بالاتفاق قبیلہ مضر سے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بالاتفاق قبیلہ مضر سے ہیں۔ لہٰذا ابن عبدالوہاب اور ابن سعود کا تمیمی ہونا بھی ان کا قبیلہ مضر سے ہونا ہے۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ حدیث میں قرن الشیطان آیا ہے۔ 'قرنان' تثنیہ ہے۔ بااضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوا ہے، جس کا معنی ہے شیطان کے دو سینگ، جبکہ ابن عبدالوہاب اور ابن سعود تمیمی ہیں۔

بنو تمیم گستاخ اور بے عقل تھے: وہ بنو تمیم ہی تو تھے جن کو خدا نے فرمایا "اکثر هم لا یعقلون" انکی اکثریت بے عقل ہے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری پارہ ۲۰ صفحہ ۳۳۹ میں فرماتے ہیں کہ آیت:

ان الذین ینادونک من وراء الحجرات الخ روی الطبری عن طریق مجاهد قال هم اعراب بنی تمیم'

طبری نے روایت کیا ہے۔ مجاہد کہتے ہیں کہ آیت بنو تمیم کے اعراب کے حق میں ہے

فتح الباری کے صفحہ ۳۳۸ میں ہے۔

"قال ابن عطیة الصحیح ان سبب نزول هذه الآیة کلام وجفاة الاعراب جفاة الاعراب الذین نزلت فیهم هم من بنی تمیم"

ابن عطیہ نے کہا کہ صحیح یہی ہے کے آیت کے نزول کا سبب جفاۃ الاعراب کا کلام ہے۔ اور ظالم بدوی جن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی وہ بنو تمیم تھے۔ معلوم ہوا کے بنو تمیم میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو آداب رسول ﷺ سے ناواقف تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے حضور ﷺ کا ادب نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اکثر هم لایعقلون

بنو تمیم کی بے ادبی اور گستاخی ابن عبدلوہاب اور ابن سعود کو ورثہ میں منتقل ہوئی۔

بنو تمیم نے رسول پاک ﷺ کو ناراض کیا:

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے۔

"جاء نصر من بنی تمیم الی النبی ﷺ فقال یا نبی تمیم البشروا، فقالو البشرتنا فاعتنا (فی روایة هو تین) فتغیر و جههٗ فجاءهٗ اهلا لیمن فقال یا اهل الیمن البشریٰ اذء یقبلها بنو تمیم، قالوا قبلنا"

بنو تمیم کی ایک جماعت حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے بنو تمیم خوش ہو جاؤ، انہوں نے کہا، آپ نے بشارت تو دی پس ہمیں کچھ دو (ایک روایت میں دو بار کا لفظ آیا ہے،) تو آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر یمن کے لوگ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اہل یمن، خوشخبری قبول کرو۔ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا اہل یمن نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے بنو تمیم کو بشارت دینا چاہی لیکن انہوں نے قبول نہ کی۔ تو حضور ﷺ ناراض ہو گئے اور اہل یمن نے وہ بشارت قبول کر لی، یہ بھی ثابت ہوا کہ اہل یمن بنو تمیم نہیں۔ پس اگر ابن سعود نجدی بنو تمیم سے ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ اہل یمن سے نہیں۔ کیونکہ اس حدیث میں اہل یمن اور بنو تمیم کو الگ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

الگ بیان کیا گیا ہے لہٰذا جو حدیثیں اہل یمن کی فضیلت میں آئی ہیں وہ ابن سعود پر کیسے منطبق ہو سکتی ہیں؟ البتہ وہ بنو تمیم کی اس جماعت سے ضروری ہیں جس نے رسول پاک ﷺ کو اعدل کہا تھا۔

حضور کو 'اعدل' کہنے والا کون تھا؟: بخاری شریف کی وہ حدیث جس میں ایک شخص نے رسول کریم ﷺ کو کہا تھا۔ اعدل انصاف کیجئے

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تھی کہ یہ شخص گستاخ ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کو قتل کر ڈالوں، تو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

اے عمر! اس کو چھوڑو۔ اس کی نسل سے ایسے لوگ ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کے آگے حقیر سمجھو گے۔

وہ لوگ دین سے ایسے نکلے ہوں گے جیسے کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

وہ گستاخ انسان جس نے حضور کی گستاخی کی تھی اور حضرت عمر نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تھی، بخاری کی حدیث میں تصریح موجود ہے کہ وہ شخص بنو تمیم میں سے تھا۔ معلوم ہوا کہ بنو تمیم میں شروع سے ہی ترک ادب تھا۔

بنو تمیم کے حق میں: ابوالقاسم بنارسی نے اہل حدیث ۳۰ نومبر ۲۵ء میں لکھا ہے۔ "بنو تمیم قوم رسول اللہ ہیں اور بنو تمیم اولاد اسماعیل ہیں"۔

میں کہتا ہوں کہ بالکل بجا ہے کہ بنو تمیم، مضر سے ہیں اور مضر اور ربیعہ بیشک اولاد اسماعیل ہیں۔ لیکن حضور نے جس قرن شیطان کے ظہور کی خبر دی تھی وہ بھی قبیلہ ربیعہ اور مضر سے ہی نمودار ہونا تھا۔ چنانچہ وہ ہو کر رہا۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

البتہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ربیعہ و مضر کا اولادِ اسماعیل ہونا متفق علیہ ہے البتہ یمن کا نبی اسماعیل سے ہونا مختلف فیہ ہے (دیکھو فتح الباری) تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابن سعود یمنی نہ تھا، بلکہ تمیمی نجدی تھا۔ چونکہ حامیان ابنِ سعود اسکو بنو تمیم اور اولاد اسماعیل سے مانتے ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا کہ وہ یمن کا باشندہ نہ تھا۔ صحیح بخاری پ ۱۴ میں حضور نے قبیلہ جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے بارے میں فرمایا۔

هو خير من بني تميم ومن اسد

کہ بنو تمیم اور بنو اسد سے (جہنیہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے لوگ) بہتر ہیں۔ ابن حجر فتح الباری میں فرماتے ہیں کہ حضور کے اس ارشاد کا مفہوم آپ کے وصال کے بعد ظاہر ہو گیا کہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ سجاح کے ساتھ مرتد ہو گئے۔

علامہ عینی ج ۳ ص ۲۷۱ میں فرماتے ہیں۔

وارتدت عامة بني تميم

بنو تمیم کی اکثریت مرتد ہو گئی۔

آنحضرت ﷺ کی نجدیوں سے نفرت:

آخر میں فتح الباری پ ۱۷ ص ۸۰ سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعينية بن حصين اى الرجال خير؟ قال اهل نجد، قال كذبت بل هم اهل اليمن

حضور علیہ السلام نے عینیہ بن حصین سے دریافت فرمایا کہ کون لوگ بہتر ہیں۔ اس نے عرض کیا اہل نجد۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے جھوٹ کہا وہ (بہتر) اہل یمن ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یمنی، نجدی نہیں اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اہل نجد بہتر نہیں۔ بلکہ جس نے بہتر کہا حضور نے اسے فرمایا کذبت تم نے جھوٹ کہا۔ آج بھی جو لوگ نجدیوں کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں ہم انہیں بھی کہیں گے، تم جھوٹ کہتے ہو کیونکہ جنہیں رسول خدا فرمائیں کہ بہتر نہیں وہ لوگ کس طرح بہتر ہو سکتے ہیں۔

قابلِ غور: یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رسول کریم سائل کا سوال رد نہ فرمایا کرتے تھے، مگر جب نجدی نے تین دفعہ نجد کے حق میں دعا کا سوال کیا تو حضور نے انکار فرمایا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو نجدیوں سے نفرت تھی، حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ حضور نے نجدیوں سے نفرت کیوں فرمائی؟ وہ کون لوگ تھے جنہوں نے مکہ اور مدینہ پر لشکر کشی کی؟ وہ کون تھے جنہوں نے روضہ رسول پاک کو صنم اکبر کہا؟ وہ کون تھے جنہوں نے اکابر صحابہ و اہل بیت کے مزارات کو پامال کیا؟

ایک علامت: اس قوم کی ایک علامت حضور نے بیان فرمائی ہے۔ فتح الباری پ ۱۷ ص ۶۵ میں ہے۔

يقتلون اهل الاسلام و يدعون اهل الاوثان

وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ تو کریں گے لیکن بت پرستوں کو چھوڑ دینگے۔ اہل نظر انصاف کریں کہ وہ نجدی ہی تو تھے، جنہوں نے مسلمانوں کے خون کو بے دریغ بہایا اور انگریز سے صلح رکھی۔

الهم خرب ديار النجديين و شتت شملهم و خرق جمعهم و طهر ارض الحرمين الشريفين عن نجاسة اتدامهم امين يا رب العالمين

☆☆☆☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے

تصور کی برکات

پروفیسر محمد حسین آسی

۲۷ جولائی کو ہر سال دربار داتا لاہور میں میرے پیرو مرشد حضور قبلہ عالم اعلیٰحضرت سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی قدس سرہٗ کی یاد میں نقش لاثانی کانفرنس منعقد ہوتی ہے، اسی مناسبت سے درج ذیل مضمون دیا جا رہا ہے۔

سیدی حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے مبارک تصور کی برکات سمجھنے کے لئے مندرجہ بالا تمہیدی گزارشات کو پھر ملاحظہ فرمالیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ دور حاضر میں سلف صالحین کی سچی یادگار اور انکے کمالات کے کامل وارث تھے۔ ذیل میں چند واقعات درج کیے جاتے ہیں جن سے آپ کی بعض روحانی قوتوں کا کچھ اندازہ ہو سکے گا اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے اس ارشاد کی عملی تصدیق سامنے آجائے گی کہ

که تفید صورته ماتفید صحبته

ترجمہ: جو فائدہ شیخ کامل کی صحبت دیتی ہے، وہی اس کے تصور سے ہوتا ہے۔

دوا تجویز: (مصنف کی گواہی):۔ ۱۹۷۱ء کے لگ بھگ کی بات ہے محترم محمد نسیم القادری سیالکوٹی (حال کراچی) نے اپنے قیام سیالکوٹ کے دوران صوفی محمد علی صاحب نقشبندی کو اور مجھے رمضان شریف میں دعوت افطار دی۔ افطار کے وقت جناب قادری صاحب نے بر سبیل تذکرہ بتایا کہ میرے پاؤں میں درد ہو رہا ہے۔ ایک ہفتے کے بعد دوبارہ ملے تو فرمایا "تمہارے آنے کے بعد درد زیادہ ہو گیا تھا۔ مختلف ڈاکٹروں کو دکھایا مگر کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ ایکس ریز نے بھی کوئی رہنمائی نہ کی۔ البتہ ایک ڈاکٹر صاحب نے کچھ گولیاں دیں اور اندازے سے بتایا کہ دو ہفتے تک امید ہے، افاقہ ہو جائے گا۔ جب صورت حال زیادہ بگڑ گئی تو میں نے حضور نقش لاثانی قدس سرہ کا تصور کر کے عرض کی، حضور! اب تو گھر میں نماز پڑھنا بھی مشکل ہے لہٰذا کرم فرمائیے" ارشاد ہوا..... کالیپ لگا کر گرم پانی سے ٹکور کرتے رہیے۔ حکم کی تعمیل کی اور سحری تک پاؤں ٹھیک ہو چکا تھا"۔

ملازمت: یہی قادری صاحب بعض اعزہ کی جادوگری کے باعث افریقہ میں ایک اچھی ملازمت سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ پاکستان آکر بے روزگار تھے اور جس کاروبار کی بھی ابتدا کرتے ناکام ہو جاتے تھے۔ یوں قرض بڑھتا گیا اور آمدنی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ اس پریشانی کے ازالے کے لئے سیدنا حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ کے آستانے پر اور یہاں حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ کچھ عرصہ بعد ایک درخواست کے جواب میں بحرین کی ایک کمپنی نے کال بھیج دی وہاں جا کر انٹرویو کے لئے روانگی سے پہلے حضور نقش لاثانی قدس سرہ کا تصور کیا تو دیکھا جیسے آپ توجہ نہیں فرما رہے۔ نسیم صاحب کا وہیں ماتھا ٹھنکا کہ کامیابی مشکل ہے۔ انٹرویو دیا مگر نتیجہ صبح کے خدشے کے مطابق تھا۔

یہیں ایک اور کمپنی کے بارے میں معلوم ہوا کہ اسامی خالی ہے، یہاں درخواست دی۔ انٹرویو کے دن روانگی سے پہلے تصور کیا تو آپ خوش خوش نظر آئے۔ امید بندھ گئی کہ کامیاب ہوں گے۔ چنانچہ انٹرویو کے بعد وہی ہوا جو اس سے پہلے تصور نے سمجھایا تھا۔

خیال رہے کہ پہلی جگہ مبلغ تین صد دینا مشاہرہ تھا اور یہاں ساڑھے تین صد دینار۔

دعا میں شمولیت (مصنف کی روایت):۔ جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں تدریس کے دوران ایک نوجوان (جس کے نام کا ذکر مناسب نہیں) راقم الحروف سے قریب ہو گیا میں نے اسے حضور نقش لاثانی قدس سرہ سے بیعت کرا دیا۔ چونکہ دل کا نہایت صاف اور نیت کا مخلص تھا، اس لئے مرشد کامل کے انوار کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

شعاعیں جلد ہی نوازنے لگیں۔ وہ جونہی تصور کرتا، حضور تشریف لے آتے۔ ایک دفعہ اپنے ایک برادر طریقت کی والدہ کے چہلم میں ہم بیٹھے تھے کہ اس نے تصور کر کے دعا کے لئے عرض کیا۔ ارشاد ہوا ختم شریف کے وقت جب دعا کرو گے، یاد کرانا۔ چنانچہ دعا کے وقت دوبارہ گزارش کی تو نوجوان کے بقول حضور نقش لاثانی نے باقاعدہ شرکت فرمائی۔

نکسیر بند ہوگئی (مصنف کا بیان): مجھے نکسیر کا عارضہ بچپن سے شروع ہوا اور گرمیوں میں سالہا سال پریشان کرتا رہا۔ سر پر گھڑوں پانی انڈیلا جاتا پھر کہیں جا کر سکون ہوتا۔ سیالکوٹ میں ایک بار اس نے سارے سابقہ ریکارڈ توڑ دئے۔ ہوا یوں کہ گرمیوں کی ایک صبح اٹھا تو اچانک شروع ہوگئی۔ بار بار وضو کرتا مگر ناکام، آخر بڑی مشکل سے کچھ توقف ہوا تو وضو کر کے دو سنتوں کی نیت باندھی، سجدے میں تھا کہ پھر شروع ہوگئی۔ بے اختیار ہو کر چارپائی پر لیٹ گیا مگر خون آہستہ آہستہ بہتا رہا۔ عزیز القدر نسیم قمر کو ساتھ لے کر ڈاکٹر عبدالرشید مرحوم کے کلینک پر جا کر ٹیکہ لگوایا اور بظاہر مطمئن ہو کر واپس آیا ہی تھا کہ پھر شروع ہوگئی۔

کیپٹن ڈاکٹر عتیق افضل صاحب کو بلایا گیا مگر زیادہ افاقہ نہ ہوا۔ ظہر کے وقت دیر سے پھر وضو کے لئے اٹھا مگر نکسیر نے پھر پوزیشن سنبھال لی۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ معلوم ہوا وہی نوجوان (جس کا اوپر ذکر ہوا ہے) آیا ہے۔ میں نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے اسے صورت حال بتائی اور ساتھ مسجد جا کر تصور سے مسئلہ حل کرانے کی گزارش کی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس ہوا اور آکر کہنے لگا کہ حضور نے فرمایا ہے (انشاءاللہ آئندہ نہیں ہوگی) بحمدہ تعالیٰ مرشد کامل کی دعا سے پھر آج تک نہیں ہوئی اور تصور کی برکت سے عمر بھر کی مصیبت ایک لمحے میں دور ہوگئی۔

تبادلہ رک گیا: (مصنف راوی ہے کہ): ۔ ایک بار گناہوں کی ایسی شامت سر پر سوار ہوئی کہ دس بارہ دن دربار شریف میں حاضری سے محروم ہو رہا۔ آخر خدمت اقدس میں پہنچا تو حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے پوچھا "اتنے دن کہاں تھا؟" عرض کیا، ہر روز حاضری کا پروگرام بناتا مگر پھر کسی وجہ سے رہ جاتا۔ فرمایا تجھے کسی نے باندھ لیا تھا؟ سخت پریشان ہوا اور دل نے گواہی دی کہ کوئی آفت آنے والی ہے۔ اگلے روز صبح سویرے میں صوفی محمد حسین صاحب نعت خواں کو لے کر اپنے تایا جان اور ڈاکٹر ظفر اقبال نوری سابق صدر انجمن طلبہ اسلام کے دادا جان کے ختم چہلم میں شرکت کے لئے شیخوپورہ چلا گیا (اور یہ دوسری غلطی تھی، مرکز سے ہلنا نہیں چاہیے تھا) وہاں جا کر معلوم ہوا کہ ختم اگلی جمعرات کو ہے۔ سیالکوٹ آیا تو نارووال تبادلے کے احکام آچکے تھے۔ بڑی پریشانی ہوئی۔ اب اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ اسی عزیز کو بلایا اور سفارش کے لئے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور سے (تصور میں) التجا کرنا کہ تبادلہ رک جائے اور یہ بھی وعدہ کرنا کہ انشاءاللہ آئندہ کوتاہی نہیں ہوگی"۔ چنانچہ اس نے مسجد میں جا کر تصور کیا تو حضور قبلہ عالم حضور نقش لاثانی علیہ الرحمۃ نے پوچھا خیر تو ہے؟ عرض کی آسی کا تبادلہ نارووال ہوگیا ہے، حضور نے فرمایا اچھا ہوا۔ اب تو آجایا کرے گا"۔ عرض کیا حضور! سیالکوٹ سے بھی وہ آجایا کرے گا اور آئندہ انشاءاللہ کبھی غیر حاضر نہیں ہوگا"۔ فرمایا تمہیں کیوں دلچسپی ہے؟ بولا حضور! ہم سال دوم میں ہیں ہمارا امتحان سر پر ہے، فرمایا اچھا! اگر تم کہتے ہو تو خدا کے فضل سے تبادلہ رک جائے گا"۔ چنانچہ چند روز میں تبادلہ منسوخ ہوگیا اور بڑی عزت سے منسوخ ہوا۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت (بیان مصنف)

ایک دفعہ دربار شریف سے جمعۃ المبارک کے خطبے کے لئے اجازت لے کر سیالکوٹ آیا۔ خیال یہ تھا کہ نماز جمعہ کے بعد واپس دربار شریف آجاؤں گا مگر کسی وجہ سے رک گیا۔ مغرب کا وقت قریب آیا تو پریشانی بڑھنے لگی اور حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی ناراضگی کا خوف دل پر مسلط ہونے لگا۔ اب پھر اسی عزیز کو بلایا اور کہا کہ تصور میں حضور قبلہ عالم سے عرض کرو اور مجھے معافی لے دو"۔ چونکہ یہ سخت غلطی ہوئی ہے لہٰذا عرض کرنا، حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صدقے خطا معاف فرمائی جائے"۔

عزیز مسجد (جو گھر کے پاس ہی تھی) میں گیا اور واپس آکر کہنے لگا "آج مجھے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت بھی ہوئی، ساتھ ہی حضور نقش لاثانی بھی تھے۔ دونوں تاجداروں کی خدمت میں مجھے سلام کرنے کا شرف حاصل ہوا تو گزارش کی۔ حضرت نے فرمایا اسے تو یونہی وہم ہو جاتا ہے، اتنی سی معمولی بات کے لئے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف دی۔ اسے (آسی کو) کہہ دینا کوئی بات نہیں، بلکہ سیالکوٹ ہی میں رہے۔ صبح آٹھ نو بجے میں خود آرہا ہوں۔

چنانچہ حضور قبلہ عالم علیہ الرحمۃ صبح تشریف لے آئے (اور سوائے تصور کے تشریف آوری کی اطلاع کسی اور طریقے سے نہیں ہو سکی تھی) آج کل اس نوجوان کا سیالکوٹ میں بڑا وسیع کاروبار ہے۔

قدم بوسی: بھائی فضل کریم صاحب (آف ساہو چک نزد بڈیانہ) بیان کرتے ہیں، میں ایک دفعہ دربار شریف حاضر ہوا تو پہلے مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر کے مراقبے میں حضور نقش لاثانی علیہ الرحمۃ کی قدم بوسی کر لی۔ پھر حجرہ مقدسہ میں جسماً حاضر ہوا، دست بوسی کرنے کے بعد قدم بوسی کرنے لگا تو فرمایا! "کیا کر کے نہیں آئے" (یعنی تصور میں جو قدم بوسی کی تھی وہی کافی ہے) احباب اس واقعے پر غور فرمائیں اور بتائیں کہ سائنسی کمالات ایمانی کمالات کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ حضرت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کے ارشاد کی کتنی واضح اور مکمل عملی تصدیق ہے۔

اژدہے سے حفاظت:۔ انہی کا ایک اور واقعہ انہی کی زبانی سنئے اور سر دھنیئے۔ ''کئی سال کی بات ہے کہ مجھے ایک گاؤں 'فتے دیال، بیریاں' جانا تھا درمیان (تحصیل شکر گڑھ) سے آگے بڑھا تو چلتے چلتے ایک نالے پر پہنچا۔ یہاں وضو کیا تو خود بخود حضور اوپر ہوا میں نظر آئے۔ نالے سے آگے پھر آپ کا (تصور میں) دیدار ہوا۔ معاً بعد دیکھا کہ بہت سے نیولے میری طرف آرہے ہیں۔ دل ہی دل میں ڈرا کہ کہیں مجھ پر حملہ نہ کر دیں مگر ایسا تو نہ ہوا' البتہ تھوڑے سے فاصلے پر وہ ساتھ ساتھ چلتے رہے۔ جوں جوں میں آگے بڑھتا گیا، ارد گرد سے مزید نیولے ان سے ملتے رہے اور یوں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ میں چلتا تو وہ چلنا شروع ہو جاتے۔ اور میں رکتا تو وہ بھی رک جاتے۔ ان میں سے بعض میرے آگے بعض پیچھے اور بعض دائیں بائیں تھے۔ آگے جا کر دیکھا تو فوجیوں کے بنائے ہوئے بند پر ایک بہت بڑا اژدھا بیٹھا تھا۔ میری نظر اس کی طرف بعد میں اٹھی اور نیولوں نے اس پر پہلے حملہ کر دیا۔ میں نے گھبرا کر نالے کی طرف چھلانگ لگا دی اور دوسرے پار پہنچ گیا (جسے اپنی طاقت بدنی سے پھلانگنا ممکن نہ تھا) اب اطمینان سے اژدھے کا انجام دیکھ رہا تھا جسے نیولوں نے چند لمحوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

یہ واقعہ موضع کانا بھگور کے نزدیک رونما ہوا۔ لوگ حیران بھی تھے اور خوش بھی، کیونکہ اس سے پہلے کسی کو ادھر آنے کی جرات نہیں ہوتی تھی۔

یہ واقعہ بھی غور طلب ہے اور کئی نتائج و فوائد کا حامل ہے۔ ایک یہ کہ اللہ ہی حقیقت میں نافع اور ضار ہے۔ یعنی نفع و نقصان کا حقیقی مالک وہی ہے۔ وہ بچانا چاہے تو کوئی ہلاک نہیں کر سکتا اور وہ مارنا چاہے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ دوسرا یہ کہ اس کی قدرت کے یہ کمالات اس کے محبوبوں کے ذریعے ہی ظاہر ہوتے ہیں جنھیں اس نے ان کے مخصوص مرتبے کے مطابق اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا ہوتا ہے۔ اس خلافت کا سیدھا مفہوم وہی ہے جو حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے ایک شعر کے اندر سمو دیا ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ
کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

بالیقین خلافت کے منصب پر فائز ہو کر دور و نزدیک کے حالات سے بے خبر نہیں ہوتا۔ چنانچہ یہاں صوفی فضل کریم صاحب نے نہ از خود تصور کیا اور نہ کسی قسم کی امداد طلب کی بلکہ انہیں آنے والے خطرات کا علم ہی نہیں تھا۔ خود شیخ کامل انہیں نظر آئے اور خود اپنی خداداد قوت سے سارے انتظام کئے۔ نظر نہ آتے اور چھپ چھپا کر یہ سب کچھ کرتے تو خلافت ربانی کی مندرجہ بالا توجیہ سامنے نہ آتی۔ شیخ فضل خدا اور فیض قدرت کے حصول کا وسیلہ ہے اور یہ واقعہ اس توسل کی عملی دلیل ہے۔ سچ فرمایا ہے حضرت مولائے روم رحمۃ القیوم نے۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
دست او جز قبضۂ اللہ نیست

چوتھا یہ کہ اللہ والوں کے طفیل اپنے بیگانے سب فیض پاتے ہیں۔ یہاں ایک شیخ کامل نہیں، بلکہ اس کے مخلص مرید کو اپنے کسی کام دوسرے علاقے میں ایک بار جانا پڑا تو سارے علاقے کی مصیبت دور ہو گئی۔ لوگ کہتے ہیں، قدم درویشاں رد بلا۔ مگر یہ لوگوں کا مقولہ ہی نہیں۔ حدیث پاک کا مضمون بھی تو ہے۔

الابدال فی امتی ثلثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون (طبرانی کبیر، سند صحیح کے ساتھ حضرت عبادہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی)

ترجمہ: ابدال میری امت میں تیس ہیں، انہی سے زمین قائم ہے۔ انھیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے انہی کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔۔۔۔۔ مرید صادق کی برکت کا یہ حال ہو تو شیخ کامل کی برکات کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

تصور اور سکون:۔ ڈاکٹر محمد انور (فیصل آبادی) حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ النورانی پر دل و جان سے فدا تھے۔ ان کی یہ خودنوشت ہمیں الحاج شیخ ذوالفقار علی دام اقبالہ کے ذریعے موصول ہوئی ہے۔ اس میں مرشد کامل علیہ الرحمۃ کی دعا' توجہ اور تصور کی برکات کا ذکر ہے۔ لکھتے ہیں۔

''موسم بہار ۱۹۷۶ء کا ذکر ہے۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہ حکیم عبدالخالق صاحب کے ہاں تشریف فرما تھے مگر مجھے علم نہیں تھا۔ میں اچانک حکیم صاحب کے ہاں حاضر ہوا تو حضور واپسی کے لئے کار میں سوار ہونے ہی والے تھے۔ میں نے جلدی سے قدم بوسی کی اور التجا کی کہ 'سرکار! مجھے حضور رسول پاک سرور لولاک ﷺ کی محبت عطا کیجئے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ تبسم فرمایا اور کہا' آمین'۔ ان دنوں میرے مالی وسائل زیادہ نہیں تھے مگر پھر بھی اچانک غیب سے اسباب پیدا ہو گئے اور میں سعودی عرب روانہ ہو گیا۔ دو دفعہ گنبد خضراء کی زیارت نصیب ہوئی اور روضہ مقدس کی جالیوں کے سامنے صلوۃ و سلام عرض کرنے کی سعادت ملی۔ یہاں چونکہ مرشد کامل کی ''آمین'' کے صدقے آیا تھا' لہٰذا اس پاک در کی دوہری حاضری کے بعد واپسی ہوگی''۔

ابھی دو مہینے ہی گزرے تھے کہ جرمنی جانے کا حکم ہو گیا۔ وہاں دسمبر میں جب پارہ نقطہ انجماد سے بھی بیس درجے نیچے چلا گیا تھا، دل کی تکلیف (پہلی بار) محسوس ہوئی۔ تشخیص سے پتہ چلا کہ دل پیدائشی پر روپیہ بھر سوراخ ہے اور چار جگہ سے دل کی

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

شریان بند ہو چکی تھی۔ جرمن زبان نہ جاننے کے باوجود مجھے اپنے ہی پیشے میں دس ہزار مشاہرے پر ملازمت مل گئی اور علاج کا بھی خاطر خواہ بندوبست ہو گیا۔ چودہ گھنٹے دل کا آپریشن رہا۔ دل کا سوراخ بھی بند کیا گیا اور دونوں ٹانگوں کے اندر سے وریدیں نکال کر دل کی شریان پر چار بائی پاس تعمیر کیے گئے۔ ہوش آیا تو معلوم ہوا آپریشن کامیاب ہے۔ اگلے دن صبح میں نے خود اپنا کام کیا۔ سارا سینہ کھولا گیا تھا اور دونوں ٹانگیں چیری گئی تھیں مگر ذرا درد کا احساس نہیں ہوا پھر صحت کی بحالی اس سرعت سے ہوئی کہ دو ہفتے بعد ہی دو دو میل لمبی سیر کرنے کے قابل ہو گیا۔ مرشد کامل کے تصور نے ایسی دستگیری فرمائی کہ آپریشن سے مکمل شفایابی تک کسی قسم کا درد یا پریشانی لاحق نہ ہوئی۔ عزیزوں کی دوری سے خود اس خطرناک آپریشن سے کسی قسم کی گھبراہٹ نہ ہوئی۔ آپریشن ہوئے آٹھ سال گزر چکے ہیں۔ لیکن شیخ کامل کے فیض سے بھرپور اور مصروف زندگی گزار رہا ہوں۔ میری دعا ہے کہ یہ چشمہ فیض تا ابد جاری رہے اور مجھ جیسے بے سہارا لوگ اس سے اپنے دامن کو ہر مراد سے بھرتے رہیں۔ (ڈاکٹر صاحب مرحوم نے یہ واقعہ حضور قبلہ عالم نقش لاثانی علیہ الرحمۃ کے وصال شریف کے بعد لکھا تھا۔ کچھ عرصہ بعد خود بھی سدھار گئے)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جن بھاگ گیا: صوفی عبدالستار صاحب ساکن موضع پنڈوری سیدی حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ کے مخلص اور لاڈلے مرید ہیں۔ نہایت سیدھے سادے اور از حد متواضع چوہدری ہونے کے باوجود طبیعت پر درویشی غالب ہے۔ حضور نقش لاثانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے چند سال پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) شکرگڑھ کے ایک علاقے میں تبلیغی دورہ فرما رہے تھے۔ یاران طریقت کا جم غفیر ساتھ تھا کہ ایک شخص اپنے بیمار بچے کو اٹھائے ہوئے صوفی صاحب کی طرف بڑھا اور کہنے لگا مولوی جی! اس بچے کو ذرا دم کر دیں۔ صوفی صاحب نے نہایت لجاجت سے فرمایا مجھے دم کرنا نہیں آتا' اس نے آہستہ آہستہ ایک دو سخت باتیں بھی کہہ دیں مگر صوفی صاحب نے پھر بھی بڑی نرمی سے ہی جواب دیا۔ چند لمحے بعد حضور بھی قریب تشریف لے آئے اور فرمانے لگے' عبدالستار! وہ کیا کہتا تھا' صوفی صاحب نے تو یہی عرض کیا حضور! اس نے کچھ نہیں کہا' (تاکہ شکایت سے گستاخ آدمی کی بربادی نہ ہو جائے) تاہم ایک دوسرے ساتھی نے سارا مکالمہ بیان کر دیا۔ حضور کچھ جلال میں آکر فرمانے لگے' آئندہ جو بھی کہے دم کر دیا کرو۔

صوفی صاحب نے حسب الارشاد دم کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ارد گرد اس دم کے فیضان کا چرچا ہو گیا۔ چند ماہ بعد برادری میں ایک نوجوان لڑکی کو جن کا سایہ ہو گیا۔ گھر والے علاقے کے مشہور آستانے سے وابستہ تھے۔ انہوں نے گاؤں کے ایک اور صاحب کو بلا لیا مگر صوفی صاحب ترس کھا کر خود تشریف لے گئے۔ اب تک انہیں جن وغیرہ کا معاملہ درپیش نہیں آیا تھا پریشان ہو گئے۔ جانا اسلئے بھی ضروری تھا کہ کہیں بیمار کے وارث نہ جانے کو خاندانی چپقلش کا نتیجہ نہ سمجھ لیں۔ بہرحال صوفی صاحب مریض کے پاس پہنچے مگر ڈرتے ڈرتے اور حضور نقش لاثانی کے تصور کے ساتھ۔ جن آپ کو دیکھتے ہی کہنے لگا۔ 'صوفی صاحب! کل آپ کو میں نے حضور داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے دربار میں دیکھا تھا' کتنے بھلے لگتے تھے۔ مجھے تو آپ کا احترام کافی تھا آپ نے حضور (نقش لاثانی) کو کیوں زحمت دی۔

(گویا صوفی صاحب قبلہ کے تصور میں حضور کا جلوہ گر ہونا اسے نظر آرہا تھا) یہ گھر والے فلاں صاحب کو بلا کر مجھے نکلوانا چاہتے تھے' بھلا میں ایسے لوگوں کی بات مانتا ہوں' یہ بات کر کے جن بھاگ گیا اور مریضہ تندرست ہو گئی۔

لیبیا کا قیدی: آپ نے تمہیدی سطور میں حضرت سیدنا یوسف کے قید خانے میں جناب سیدنا یعقوب علیٰ نبینا علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کا واقعہ تفاسیر کی روشنی میں ملاحظہ فرمایا۔ اب سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت کے ایک ولی کامل (علیہ الرحمہ) کی کرامت ملاحظہ فرمائیے۔ ناصر خان صاحب سے جو ہمارے محترم بزرگ جناب محمد یوسف خان خلیفہ مجاز حضور نقشہ نقش لاثانی حضرت پیر سید عابد حسین شاہ صاحب مدظلہما کے داماد اور بھانجے ہیں بیان کرتے ہیں۔

"چند سال پہلے کی بات ہے میں ویزا لے کر لیبیا پہنچا۔ جو وہاں تحقیق کے بعد جعلی ثابت ہوا اور مجھے جیل بھیج دیا گیا۔ پانچ چھ روز کے بعد میں از حد پریشان ہو گیا اور اسی عالم میں میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں اپنے پیر کو یاد کرنے لگا ہوں۔ ساتھیوں نے مذاق اڑایا اور بولے پیر جیل خانوں میں کہاں پہنچتے ہیں۔ یہ سن کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ جیل خانے کے دروازے کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ دو تین منٹ تک زیارت سے محفوظ و مشرف ہوتا رہا۔ دوسرے روز لیبیا کا ایک شخص خود بخود آگیا اور اس نے اپنی گرہ سے مبلغ تیس ہزار روپے خرچ کر کے مجھے پاکستان پہنچانے کا سارا بندوبست کر دیا اور یوں میری بگڑی بن گئی"۔

میں نے عرض کیا ہے (اور خاص حضور نقش لاثانی ہی سے عرض کیا ہے)

دیکھیں تو اک اشارہ تقدیر گر ترا
وہ لوگ شاخ آہو پہ جن کی برات ہے

عزیزہ شفایاب ہو گئی: اس مضمون کی تمہید میں بڑی تفصیل سے شیخ کامل کے تصور کی افادیت پر بحث کی گئی ہے اس کے بعد حضور نقش

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

لاثانی قدس سرہ کی سیرت طیبہ کے واقعات بطور دلائل پیش کیے گئے۔اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جو حضرت پیر سید عباس علی شاہ صاحب خلیفہ مجاز حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ نے بیان کی۔ذیل میں اسی کو نقل کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔

''ہمارے یہاں فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں بلدیہ کے وائس چیرمین چوہدری بشیر احمد صاحب کی بیٹی سخت بیمار ہوگئی۔لاہور میں بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں سے علاج کرایا مگر آخر ایک مدت کی تگ و دو کے بعد انہوں نے مایوسی کا اظہار کیا۔واپس فاروق آباد لاکر امریکن ہسپتال میں داخل کرایا گیا مگر ان کی پیش بھی نہ گئی تو آخر کار انہوں نے مریضہ کو ہسپتال سے جلد از جلد فارغ کرنے میں عافیت محسوس کی۔تاکہ یہاں اس کی موت علاج کی ناکامی اور یوں ان کے خیال کے مطابق ڈاکٹروں کی رسوائی کا باعث نہ بنے۔چوہدری صاحب اپنی لخت جگر کو گھر لے آئے اور جملہ اہل کنبہ نے اس بیچارگی کے عالم میں رونا شروع کر دیا۔اسی حال میں مجھے بھی مسجد سے بلالیا گیا۔میں نے آکر سب سے یہی کہا کہ حضور قبلہ عالم نقش لاثانی (علیہ الرحمۃ) کو یاد کرو۔چنانچہ سب بیمار کی چارپائی کے اردگرد کھڑے تھے اور یا پیر سید علی حسین شاہ صاحب المدد' کا وظیفہ کر رہے تھے۔عزیزہ نے جو کئی روز سے بے ہوش تھی۔چند لحوں بعد اپنی دائیں آنکھ کھول دی اور پھر بائیں آنکھ بھی۔نیز کہنے لگی حضور قبلہ عالم تشریف لائے ہوئے ہیں۔الحمد اللہ! دیکھتے ہی دیکھتے بیٹی بالکل صحت یاب ہوگئی اور پھر جلد ہی نقاہت بھی جاتی رہی۔
اس واقعے کا اہل خانہ پر بڑا اثر تھا اور چوہدری صاحب کی طبیعت میں بھی سوز و گداز کی کیفیت کافی دنوں تک رہی۔میں نے یہ واقعہ خود ان سے بھی سنا تھا۔

ذکر میں جوش و حلاوت: صوفی مقبول حسین نقشبندی

دولت پوری راوی ہیں۔''۱۹۸۷ء کی بات ہے کہ ایک دن نماز عصر کے بعد چند آدمی مسجد کے قریب گولیاں کھیل رہے تھے'ان میں دولڑکے اپنے پیر بھائی بھی تھے محمد جاوید باجوہ' مظفر اقبال (نومسلم)
میں نے ان دونوں کو بلایا ان سے گولیاں لے لیں اور باہر پھینک دیں اور نماز کی تلقین کی۔پھر عشاء کی نماز کے لئے آئے تو فارغ ہو کر جی آیا کہ اکٹھے ذکر کر لیں۔میں نے ان سے اور دوسرے نمازیوں سے کہا کہ آنکھیں بند کر کے حضور نقش لاثانی کا تصور کریں اور درود شریف پڑھنا شروع کر دیں۔ذکر میں بچے ایسے محو ہوئے کہ انہیں بند کرنا مشکل ہوگیا۔یہ سلسلہ کافی دنوں تک جاری رہا۔ایک دن تو چھوٹے بڑے قابو سے باہر ہوگئے۔میں نے تین بار حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ سے فریاد کی تو سکون ہوا۔پروگرام کے بعد بچوں سے پوچھتا کہ تم کہاں چلے گئے تھے تو جواب دیتے' پہلے دربار لاثانی علی پور سیداں شریف میں اور پھر مدینہ شریف حاضر ہوئے۔ایک دن تبلیغی جماعت کے تین آدمی بھی شامل ہو گئے۔ان کا بھی یہی خیال ہوا (یعنی وجد و حال میں کھو گئے) تو ان کے باہوش ساتھی یہ کہہ کر انہیں لے گئے کہ کہیں مر نہ جائیں۔(تبلیغی جماعت موت سے بہت گھبراتی ہے)

چند مزید واقعات :۔ تصور کی برکات دوسرے ابواب کے بعض

مضامین میں بھی آگئی ہیں' انہیں بھی ساتھ ملالیں۔مثلاً ہم بیعت کیوں کرہوئے میں عزیز القدر شہزاد حسین کی بیعت کا واقعہ۔یونہی عزیزم ظفر علی منہاس سے تبلیغی جماعت کی مٹھ بھیڑ کا واقعہ بھی اجمالاً بیعت کی برکات میں بیان ہو چکا ہے۔میں نے واقعے کے بعد منہاس صاحب سے پوچھا کہ ان دنوں کوئی خاص بات بھی نظر آئی تھی؟ کہنے لگے تین دن پہلے سے حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہٗ کا تصور خود بخود آتا تھا اور ہر بار آپ مسکراتے نظر آتے تھے (جیسے کسی عظیم کامیابی کی خوشخبری ہو)۔

پکار کی برکت :۔ مندرجہ بالا کہانی میں پکار بھی تھی اور تصور بھی۔اب سنیئے

تصور کے بغیر صرف پکار کا نتیجہ' عبد الحمید ولد مہر دین ساکن چک نمبر ۵۵ ضلع فیصل آباد کی اہلیہ محترمہ بیان کرتی ہیں (بوساطت ماسٹر اللہ دین صاحب)

''میں اک بار ہڑتال کے دنوں میں صبح ۹ بجے سے ایک بجے دوپہر تک سڑک (گوجرانوالہ) پر کھڑی رہی۔کوئی ذریعہ آمد و رفت میسر نہ آسکا تو آخر سوچا' مرشدان کامل مشکل میں مریدوں کے کام آتے ہیں' کیوں نہ اپنے ہادی سے فریاد کروں۔چنانچہ چند منٹ ہی گزرے تھے بس آگئی۔کنڈیکٹر نے میری طرف توجہ کر کے فیصل آباد' شاہکوٹ کا نام لیا۔بس بالکل خالی تھی۔اچانک میرے ساتھ آٹھ دوسرے مسافر بھی سوار ہوگئے۔راستے میں کوئی اور بس کسی طرف آتے جاتے نہ دیکھی۔بس چلتی رہی اور بس والوں نے سواریوں کا بھی زیادہ لالچ نہ کیا۔بمشکل گوجرانوالہ سے شاہکوٹ تک پندرہ سواریاں ہوگئی۔ہڑتال ہو تو تانگے بھی نہیں ملتے کیونکہ بسوں کی سواریاں ہی انہیں ملتی ہیں۔یہاں بھی شیخ کی نظر کرم ہی کام آئی۔شاہکوٹ اترتے ہی سرہالی تک تانگا پانچ روپے میں مل گیا۔شام سے پہلے گھر پہنچی تو اہل خانہ حیران تھے کہ ہڑتال کے دن کیسے پہنچ گئیں۔

اس واقعے پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے ادھر مرشد کامل کو یاد کیا ادھر اللہ

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

تعالیٰ نے کسی قریب کھڑی ہونے والی بس کے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کو اپنی "قوم" کی مخالفت کے خطرات سے بے نیاز کرکے آمادۂ سفر کردیا۔

ان دو تین واقعات میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ کو پکارنے کے اثرات بیان ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو اولیاء اللہ کے عقیدت مند ہیں، ان باتوں کو آسانی سے سمجھ سکتے ہیں' کیونکہ بزرگان دین کے تذکروں میں یہ حقائق روزمرہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر سلسلے کے متوسلین اپنے مرشدان ذی وقار کو مشکل کے وقت پکارتے اور فیوض و برکات حاصل کرتے آئے ہیں۔ غیر مقلد اور دیوبندی اکابر نے کئی مقامات پر اسکے جواز کا اعتراف کیا ہے۔ آپ اسی مضمون کی تمہید میں مولانا رشید احمد گنگوہی دیوبندی کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ مرید اپنے پیر کو قریب یقین کرے کیونکہ اس کی روحانیت ضرور قریب ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو شیخ کو پکارنے والا کہیں سے بھی پکارے، قریب سے ہی پکارنے والا ہوگا۔ لہٰذا شرک کا شائبہ جاتا رہا (جیسا کہ بعض لوگوں کو مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگانے کے لئے یہی بہانہ ہاتھ آیا ہے کہ دور سے پکارنا شرک ہے اگرچہ اس کی بھی کوئی بنیاد نہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کسی کو خدا سمجھ کر پکارنا شرک ہے دور سے پکارے یا قریب سے' پھر یہ بھی سوچئے کہ خدا کو دور سے پکارنا ہی ناممکن ہے۔ وہ ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے پھر یہاں دوری کا کیا سوال رہا)۔

یونہی غیر مقلدین کے امام جناب وحید الزماں نے اپنی مشہور و معروف کتاب ہدیۃ المہدی میں شرک کے اس فتوے پر بڑا احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے کئی حدیثوں سے اس پکار کو جائز ثابت کیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث یہ ہے (جو انہوں نے حصن حصین شریف کے حوالے سے لکھی ہے)

اذا نقلتت، دابة احد كم فلينا داعينوني_ يا عباد الله

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کا جانور (جنگل میں) بھاگ جائے تو اسے یوں پکارنا چاہیے اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

غور کیجئے جب اہل سنت کے علاوہ دیوبندی اور غیر مقلد اکابر بھی جواز کا اقرار کررہے ہیں۔ پھر اسے شرک قرار دینا۔ کتنی بڑی زیادتی ہے۔

یاد رہے اولیاء اللہ کو یوں پکارنا بھی توسل ہی کی ایک صورت ہے۔ کار ساز حقیقی اللہ ذوالجلال ہی کی ذات ہے باقی سب اپنی اپنی شان کے لائق اسی کی کارسازی کے مظہر ہیں۔ جب دینوی امور میں کسی استاد، بھائی، بیٹے یا بھتیجے کو پکارتے ہیں تو بھی انہیں کارساز حقیقی سمجھ کر نہیں پکارتے بلکہ مردمومن کی حیثیت سے آپ کا بھی عقیدہ ہوتا ہے کہ جسے پکارا جارہا ہے، خدا کے فضل وقدرت ہی سے مدد کرسکتا ہے اپنی ذاتی طاقت سے نہیں اور اپنی ذاتی طاقت خدا کے سوا کسی کی ہو ہی نہیں سکتی جب کسی کی ذات خود بخود نہیں بن سکی بلکہ اللہ کے بنانے سے بنی ہے۔ تو اس کی طاقت خود بخود کہاں سے آگئی یہ طاقت بھی اللہ کی بخشی ہوئی ہے۔ جس رب نے عام لوگوں کو بعض طاقتیں عطا فرمائی ہیں وہی اگر اپنے مقبول و مقرب بندوں کو بعض خاص طاقتیں عطا فرمائے۔ تو اسے کون روک سکتا ہے، محدود طاقت والے محدود مدد کرسکتے ہیں اور مخصوص طاقت والے مخصوص مدد پر قادر ہیں وہ بھی خدا کے فضل سے یہ بھی اسی کے کرم سے۔

اولیاء اللہ کو پکارنے کی ایک حکمت وہ ہے جو حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے ہوا یہ کہ ایک جماعت کسی مخدوش راستے پر سفر کرنا چاہتی تھی لوگوں نے آپ سے عرض کیا ہمیں کوئی ایسی دعا بتا دیجئے جس کی وجہ سے ہم راستے کے مصائب سے محفوظ رہ سکیں آپ نے فرمایا کہ "جب تمہیں کوئی پیش آئے تو مجھ کو یاد کرلینا۔ لیکن لوگوں نے آپ کے اس قول پر کوئی توجہ نہیں دی اور اپنا سفر شروع کردیا۔ راستے میں ان کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا تو ایک شخص جس کے پاس مال اسباب بہت زیادہ تھا جب ڈاکو اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے صدق دل سے آپ کا نام لیا جس کے نتیجے میں مال اسباب سمیت وہ لوگوں کی نظر سے غائب ہوگیا یہ دیکھ کر ڈاکوؤں کو بہت تعجب ہوا مگر جن لوگوں نے آپ کو یاد نہیں کیا تھا وہ سب لوٹ لیے گئے پھر ڈاکوؤں کی واپسی کے بعد وہ شخص سب کی نظروں کے سامنے آگیا اور جب اس سے پوچھا گیا کہ تو کہاں غائب ہوگیا تھا تو اس نے کہا کہ میں نے سچے دل سے شیخ کو یاد کیا تھا اور خدا نے اپنی قدرت سے مجھے سب کی نگاہوں سے پوشیدہ فرمادیا۔ اس واقعے کے بعد جب وہ جماعت خرقان واپس آئی تو حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ ہم صدق دل سے خدا کو یاد کرتے رہے اس کے باوجود بھی ہمارا مال لوٹ لیا گیا لیکن جس شخص نے آپ کو یاد کیا وہ بچ گیا اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم صرف زبانی طور پر خدا کو یاد کرتے تھے اور ابوالحسن خلوص قلب سے خدا کو یاد کرتا ہے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم ابوالحسن کو یاد کیا کرو تاکہ ابوالحسن تمہارے لئے خدا کو یاد کرے، اور خدا کو صرف زبانی یاد کرنا بے سود ہوتا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

☆☆☆☆☆

☆☆☆

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

اسلام کیسے نافذ ہو اور کون کرے؟

صاحبزادہ فرزند [illegible]

''اگر کوئی کام کرنا ہو تو رات کے دو بجے بھی آٹھویں ترمیم منظور کرائی جا سکتی ہے، کیوں کہ اقتدار کے استحکام کا تقاضا تھا، اسمبلی کے ایک سیشن میں ارکان اسمبلی کو اٹھوا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے اور پانچ ترمیمیں ایک ہی نشست میں منظور ہو جاتی ہیں، اور کام کرنے کا ارادہ و عزم نہ ہو تو وہی کچھ ہوتا ہے جو ''اسلام'' کے ساتھ اس ملک میں ہو رہا ہے''۔

ہر چوتھے روز اخبار کے کسی نہ کسی کونے میں ایسی خبر بے بسی اور بیچارگی کی تصویر بنے لگی نظر آتی ہے۔ جس میں وفاقی یا کسی صوبائی حکومت کی طرف سے نفاذ اسلام کے عمل کو تیز کرنے کی ضرورت کا اظہار ہوتا ہے۔

نفاذ اسلام کے دعوے بھی بہت ہوئے اور وعدے بھی! دعوے بے سرو پا اور وعدے تشنہ ایفاء، کیوں کہ دعوے ان کی طرف سے ہوتے ہیں جن کے پاس دلیل دعویٰ نہیں اور وعدے وہ کرتے ہیں جن کے ہاں جنس وفا نہیں، ایسے میں ایسی خبر کا ایک کونے میں لگ کر کھڑا ہو جانا فطری امر ہے، ہاں میں بھولا جا رہا ہوں ایک اور طبقہ بھی ہے، جن کا نفاذ اسلام کا مطالبہ ہے مطالبہ وہ کرتے ہیں جن کا شعار ''نظام حاضر'' سے مکمل مطابقت ہے اور مطالبہ اُن سے کرتے ہیں جن کی اسلام سے کوئی ذہنی موافقت نہیں، اس شش و پنج میں ''اسلام'' سوالیہ نشان (؟) بن کر رہ گیا ہے۔

بات کا سرا یا تو کسی کے ہاتھ نہیں آ رہا یا کوئی اسے پکڑنے کی عمداً سعی نہیں کرتا، بات سیدھی اور صاف ہے کہ اسلام ایک رویہ ہے جب تک اسے اختیار نہ کیا جائے کبھی بھی مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔

سیاسی چاٹ کے رسیا مذہبی عناصر اسلام کے نفاذ کو ''پریشر ایشو'' بنا کر رکھنا چاہتے ہیں اور مذہبی چاٹ کے رسیا سیاسی عناصر نفاذ اسلام کو ''آسان زینہ'' بنا کر بام اقتدار پر پہنچنا چاہتے ہیں جبکہ عامۃ الناس ٹھوس تبدیلی کے خواہش مند ہیں، مطالبہ کرنے والوں کی خواہش ہے کہ ملک کو حنفی سٹیٹ بنا دیا جائے، فقہ جعفریہ کا نفاذ کر دیا جائے، فتاویٰ عالمگیری کو رائج کر دیا جائے، انہیں معلوم ہے کہ کثیر المسلکی سوسائٹی میں ایسا کوئی مطالبہ پورا نہیں ہو سکتا سو اس نعرے کو زیادہ بلند آہنگی سے لگایا جائے تا کہ مذہب کے حوالے سے سیاسی کھیل تا دیر جاری رہ سکے اور ہم من کی مراد پا سکیں، دعویٰ اور وعدہ کرنے والے عناصر (وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے بزرجمہر) کی آرزو ہے کہ اسلام اس طرح کا نافذ ہو کہ ہمارے رنگ میں کبھی بھنگ نہ پڑ سکے، ظاہر ہے اس پل صراط پر سے صرف عوام کو گزرنا پڑ رہا ہے، جس کا ہر دن گویا پچاس ہزار دنوں کے برابر ہے۔

جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

اصل مسئلہ جوں کا توں ہے کہ اسلام وہ ہو جو ان کے ''عیش کدوں'' کی رونق بڑھائے تو سہی گھٹانے کی بات نہ کرے، ان کے مفادات کا تحفظ تو کرے، اس پر ضرب نہ مارے۔

بہت سادہ اور صاف سا صغریٰ کبریٰ ہے جس کے ملانے سے خالص منطقی نتیجہ ہر علم و عامی کے سامنے آ جاتا ہے۔

وفاقی حکومت ہو یا صوبائی حکومتیں ان کی نفسیات میں کوئی فرق نہیں، مثال کے طور پر ان سے کہا جائے کہ اگر اسلام نافذ کرنا ہے تو۔

☆..... ''نظام صلوٰۃ'' رائج کر دیں، تو ارباب اقتدار کہیں گے جی بسم اللہ، آج ہی حکم جاری ہو جائے گا، لیکن ان ارباب اقتدار سے یہ بھی کہا جائے کہ نظام صلوٰۃ کے قیام کے ساتھ آپ کو بھی پانچوں وقت کی نماز کا پابند بننا ہوگا تو جھٹ سے کہہ دیں

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

گے صاحب! یہ ایک انفرادی معاملہ ہے آپ اس میں نہ الجھیں، ہم ٹی وی، ریڈیو پر اذان دلوادیں گے، مگر ٹی وی اناؤنسروں کو نماز کا پابند نہیں کیا جاسکتا۔

☆......ان ارباب حکومت سے کہیں کہ نظام زکوۃ نافذ کردیں تو فی الفور ایسا کردیں گے لیکن ساتھ ہی اگر یہ مطالبہ کیا جائے کہ زکوۃ سے پہلے اسلامی معاشی نظام کے تقاضوں کا آپ خود بھی لحاظ کریں یعنی جواء، سود، سٹہ، کمیشن سسٹم، رشوت اور دیگر ناجائز ذرائع سے دستکش ہوجائیں تو اسی سانس میں کہہ دیں گے جناب اسلام نافذ کرنا ہے تو کرایئے اتنی پابندیاں ہم سے برداشت نہیں ہوسکتیں۔

☆......عمائدین حکومت سے اگر کہا جائے کہ اسلامی نظام کا بل اسمبلی میں پیش کیجئے تو یہ آمادہ ہوجائیں گے لیکن اگر یہ بھی کہہ دیا جائے کہ اسلام میں از خود کسی عہدے کا طالب ہونا ممنوع ہے، اپنے عہدے کے لئے کنویسنگ ناجائز ہے، عورت کی انتظامی قیادت ناپسندیدہ ہے، ووٹ خریدنا حرام ہے، کردار سے صرف نظر کرتے ہوئے ہر ایرے غیرے کو ممبر بنانا یا بنوانا ظلم ہے ایسی شقیں بھی اس بل میں شامل کر دیجئے تو ہر ایک دیکھ لے گا کہ حکومت ایک ساعت میں اپنا لہجہ بدل لے گی۔

☆......حکومت کے کار پردازوں سے اگر یہ مطالبہ کیا جائے کہ ملک میں اسلامی معاشرت کو فروغ دیا جائے، اسلامی تعلیمات کو عام کیا جائے، وغیرہ تو حکومتی کار پردازبات مکمل ہونے سے پہلے آمادہ ہوجائیں گے کہ ہاں ہم کل سے سادگی کے متعلق اخبارات اور ٹی وی، ریڈیو میں اشتہار دے دیں گے، چوکوں میں بورڈ نصب کردیں گے کہ رشوت لینے والا اور دینے والا جہنمی ہیں، ہم اس موضوع پر اعلیٰ سطحی مذاکرہ کرانے کو تیار ہیں، ہم ہر دفتر میں سرکلر جاری کردیتے ہیں، اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں "فہم القرآن"، "الھدیٰ"، "تفہیم دین"، "اقراء" کے عنوانات سے ٹی وی، ریڈیو، میں پروگرام شروع کردیتے ہیں لیکن اگر انہیں یہ بھی کہہ دیا جائے، رشوت، سود، ریس، جوئے، وغیرہ پر مکمل پابندی عائد کر کے انہیں قابل مواخذہ جرم قرار دیا جائے، نماز، روزہ کو ہر فرد ریاست کے لئے لازمی قرار دیا جائے، اسلامی تعلیمات کے سلسلے میں اسوۂ رسول ﷺ کو سامنے رکھ کر پر تعیش کاروں، ایکڑ بھر کے بنگلوں اور شان و شوکت کے تمام مظاہروں پر پابندی لگادی جائے، کتوں کو لحاف پہنانے اور انسانوں کو ترسانے کی رسم ختم کردی جائے، کروڑوں کا بینک بیلنس رکھنے، کسی مال یا جنس پر اجارہ داری کے رجحان کو قانونی جرم قرار دے دیا جائے، سفارش کو لعنت کا درجہ دے دیا جائے قانون کو ہر بڑے چھوٹے کے لئے بے لاگ اور بے لوث بنادیا جائے تو دوسرے ہی لمحے ارباب اقتدار کے تیور بگڑ جائیں گے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ ظاہر ہے کہ اگر ایسا کردیں تو سب سے پہلے وہ خود اسلامی نقطہ نظر سے حکومتی امور میں نااہل قرار پائیں گے اور ان کے لئے زندگی کے چند لمحے گزارنا مشکل ہوجائے گا، جن کا ہر دن "روز عید" اور جن کی ہر رات "شب برات" ہو وہ ان احکام کی "جبریت" کو کیسے برداشت کریں گے، ان کا اقتدار تو قائم ہی جھوٹے نعروں، طاقت کے اجتماع، وسائل کے ارتکاز، رشوت کے زور، سفارش کی لعنت، عیش کے دھندے، تلذذ کے پھندے، ضمیر کی خرید و فروخت، گٹھ جوڑ اور ہر میدان میں کھلی لاقانونیت پر ہے، اس سے یہ امر کھل کر سامنے آجاتا ہے کہ ارباب بست و کشاد کے لئے "اسلام" کا مطلب ہے کہ یہ ضابطے اور قوانین جو عوام پر نافذ ہوں اور اس بہانے ان کا اقتدار مضبوط تر نہ ہو کہ وہ خود ان قوانین کی زد میں آئیں جب رویہ یہ ہو تو اسلام کیسے نافذ ہو؟ اور پھر اسے کون نافذ کرے؟ جن افراد پر مشتمل ایسی کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں ان میں دو چار وزراء، ایک دو سیکرٹری، اور نام کی حد تک وہ علماء جن کے خطبے بے اثر اور جن کی رائے "زیر اثر" ہوتی ہے، وزراء کا وجود خود اسلام کی نفی ہے تو وہ اسلام کیسے آنے دیں گے "سیکرٹری صاحبان کی تربیت کا سانچہ ایسا کہ جہاں سب کچھ فٹ ہوسکتا ہے کم از کم اسلام نہیں، اور علماء کی نمائندگی کا مطلب کمیٹی کو صرف "مشرف بہ اسلام" کرنا ہوتا ہے نہ کہ واقعی اس سے کوئی کام لینا!

۵۰ عیسوی سے تعلیمات اسلامی بورڈ اور اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ادارے مسلسل چلے آرہے ہیں حتیٰ کہ مارشل لاء میں بھی ان اداروں کا وجود رہا (مارشل لاء جو "فرد واحد کے اقتدار" کا نظام ہے جو اسلام کی سر بسر تکذیب اور نفی ہے) مگر نتیجہ؟

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر

یعنی دفتر کے دفتر سیاہ، قلم شکستہ و لب بستہ، آنکھیں انتظار میں پتھرا گئیں، مسیں بھیگنے سے بڑھاپا آگیا مگر اسلامی نظام کے لئے سفارشات کا مرحلہ مکمل نہیں ہوا، اگر کوئی کام کرنا ہو تو رات کے دو بجے بھی آٹھویں ترمیم منظور کرائی جا سکتی ہے، کیوں کہ اقتدار کے استحکام کا تقاضا تھا، اسمبلی کے ایک سیشن میں ارکان اسمبلی کو اٹھوا کر باہر پھینک دیا جاتا ہے اور پانچ ترمیمیں ایک ہی نشست میں منظور ہوجاتی ہیں، اور کام کرنے کا ارادہ و عزم نہ ہو تو وہی کچھ ہوتا ہے جو "اسلام" کے ساتھ اس ملک میں ہو رہا ہے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

یہی وہ نکتہ ہے جو ایک مدت بعد ہمارے دماغ میں آیا کہ آئین میں (خواہ وہ ۵۶ء یا ۶۲ء کا ہو یا موجودہ ۷۳ء کا) نفاذ اسلام کی مدت دس سال رکھی گئی ہے، آئینی طور پر ہر حکومت کی میعاد پانچ سال ہے اور پاکستان جیسے ملک میں ایک حکومت اپنی مدت بڑی مشکل سے پوری کرتی ہے دوسری بار آنے کا تو ذکر ہی کیا، اگر دوسری بار وہی پارٹی برسر اقتدار آئی بھی تو درمیان میں ایک آدھ مارشل لا ناگزیر ہے اور اگر مارشل لاء ہے تو آئین معطل رہے گا اس لئے نفاذ اسلام کی مدت عمداً دس سال رکھی گئی ہے تاکہ یہ پھندا اگلی حکومت کے گلے پڑے اگر مدت پانچ سال ہو تو اسلام کا نفاذ اسی حکومت کی ذمہ داری بن جاتی ہے، جس نے یہ شق منظور کی ہوتی ہے، بناء بریں جانے والی حکومت کا گلہ ہوتا ہے کہ اسے پورے دس سال نہیں ملے ورنہ وعدہ ایفاء ہوتا اور آنے والی حکومت کا بہانہ ہوتا ہے کہ دس سال کی میعاد اب شروع ہوئی ہے دس سال موقع ملا تو ضرور وعدہ پورا ہوگا یعنی "آج نقد کل ادھار" کی تختی ہے جو برابر "دکان حکومت" پر آویزاں رہتی ہے، گویا کوئی شخص یہ نہ سمجھے آج کے بجائے کل جاؤں گا تو ادھار مل جائے گا کل وہ دوکان پر جائے گا تو "آج نقد" والا معاملہ درپیش ہوگا، یوں کہیئے کہ ہر حکومت اس وعدے کو دس سال تک زحمت کش ایفاء رکھنا چاہتی ہے اور ہر ایک کو معلوم ہے کہ کوئی حکومت یہاں دس سال تک قائم نہیں رہتی، اگر ایسا ہونے کے آثار ہوں تو پھر کوئی ایسا روڑا آپڑے گا کہ نہ حکومت رہے گی، نہ آئین بچے گا اور نہ دس سال کی قید باقی! یعنی نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچ سکے گی۔

اس صورتحال میں معاملہ جوں کا توں کہ اسلام کیسے نافذ ہوا؟ اور کون نافذ کرے؟ جہاں تک "کیسے" کا سوال ہے تو "ایسے" اسلام کبھی نافذ نہیں ہوگا اگر ہوا تو کچھ فائدہ نہیں، رہا "کون" والا معاملہ؟ تو مسور کی دال کھانے کو منہ چاہیے یہ تو اسلام ہے، یہ ذہن یہ لوگ، یہ حکمران کب اس قابل ہیں کہ اسلام نافذ کرنے کا "خطرہ" مول لیں، بھلا اپنی موت کون منہ مانگتا ہے، اس کیلئے کوئی عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ قبیلے کا فرد اٹھے گا جو محض دو سال میں "بگڑی ملوکیت" کو "اسلامی خلافت" میں بدل کر رکھ دے۔ اس وقت ضرورت ایسی ہی تحریک اور دعوت کی ہے جو خوش کن وعدوں پر اعتبار اور "ملی جلی اسلامیت" پر انحصار کے مقابلے میں "فطری قیادت" کے جھنڈے تلے "دین فطرت" کو برپا کردے جہاں نہ "ملوکیت" کا گزر ہو اور نہ ہی "منافقیت" کا دخل! کہ یہی اسلامی انقلاب کا مزاج ہے۔

نو منتخب عہدیدران کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

=========

سرپرست: ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی (ماہنامہ "عرفات لاہور")

صدر : حاجی بشیر احمد نقشبندی (ماہنامہ "انوار لاثانی لاہور)

سینئر نائب صدر: رضائے مصطفیٰ (ماہنامہ "فیضان مدینہ" لاہور)

نائب صدر: ثناء اللہ اعوان (ماہنامہ "حضرت کرمانوالہ، اوکاڑہ)

جنرل سیکرٹری محمد نعیم طاہر رضوی (ماہنامہ "کنز الایمان" لاہور)

جوائنٹ سیکرٹری سید قمر احمد سبزواری (ماہنامہ "سبیل ہدایت" لاہور)

فنانس سیکرٹری علامہ عبدالحق ظفر چشتی (ماہنامہ "نور العرفان" لاہور)

پریس سیکرٹری محمد راغب حسین نعیمی (ماہنامہ "نور حرم" لاہور)

آڈیٹر خواجہ محمد کفایت اللہ سدیدی (سہ ماہی "السدید" لاہور)

قانونی مشیر

غلام محی الدین خان (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور)

شیخ محمد یوسف (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور)

ایگزیکٹو کونسل

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (جہان رضا، لاہور)

سید طاہر سعید کاظمی (السعید، ملتان)

محمد اسحاق نقوی (ہفت روزہ قلم، آزاد کشمیر)

محمد طفیل (القول السدید، لاہور)

ملک محبوب الرسول قادری (انوار رضا، جوہر آباد)

اللہ بخش سعید (الجامعہ ، جھنگ)

یٰسین اشرفی (ماہنامہ آستانہ، کراچی)

شمس الدین نقشبندی (مجلۃ الحقیقہ، شکر گڑھ)

محمد عارف نعیمی (ماہنامہ نعیمیہ، لاہور)

حافظ تنویر حسین مجددی (دعوت تنظیم الاسلام، گوجرانوالہ)

قاری عبدالعزیز فریدی (انوار الفرید، ساہیوال)

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم ط

رکنیت فارم

شیران اسلام

رابطہ آفس: نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

برائے دفتری کاروائی

یونین کونسل ________ ممبر شپ نمبر ________ تاریخ ________

تعارف کنندہ ________ آفس ناظم ________ دستخط امیر/ناظم ________

عہد نامہ

میں خداوند کریم کو گواہ بنا کر اقرار کرتا ہوں کہ مجھے تنظیم (شیران اسلام) کے افکار و نظریات، اغراض و مقاصد اور تنظیمی قوائد و ضوابط (دستور) سے مکمل اتفاق ہے۔ میں انکی مکمل پاسداری اور پابندی کا عہد کرتا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے محبوب خاتم النبیین رحمۃ العالمین حضور پرنور ﷺ کی رضا اور خوشنودی کیلئے تنظیم میں شامل ہو رہا ہوں۔ میں ذاتی مفادات، گروہی، علاقائی اور سیاسی تعصبات و اختلافات سے بالاتر ہو کر کام کروں گا۔ میں حتیٰ المقدور اوامر و نواہی کی پابندی کرونگا۔ بالواسطہ کوئی ایسا کام نہیں کرونگا جس سے تنظیم اور اس کے مشن کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ لہذا مجھے تنظیم کا رکن بنایا جائے۔

کوائف

۱: نام .... ۲: ولدیت ....

۳: شعبہ .... عہدہ بلحاظ شعبہ .... ۴: خصوصی مہارت ....

۵: دفتر ایڈریس .... ۶: فون دفتر .... رہائش کا نمبر ....

۷: شناختی کارڈ نمبر .... ۸: خون کا گروپ ....

۹: عارضی ایڈریس ....

۱۰: مستقل ایڈریس ....

۱۱: دستخط امیدوار رکنیت .... ۱۲: موبائل نمبر ....

۱۳: ای میل ایڈریس ....

نام ________ ولدیت ________ ایڈریس ________

علاقہ ________ ممبر شپ نمبر ________ تاریخ ________

آفس ناظم ________ دستخط امیر/ناظم ________

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

پیغمبر اسلام ﷺ کے غلاموں کا عظیم کارواں

شیران اسلام پاکستان

دعوت

ابتدائے آفرینش سے ہی نیکی اور بدی کی جنگ اور حق و باطل کے معرکے ہو رہے ہیں۔ اسلام دشمن قوتیں دنیا بھر میں اہل اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے سرگرم عمل ہیں اور مسلمان خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ اس تشویش ناک صورت حال میں سیاسی مناقشات علاقائی وطبقاتی تعصبات سے الگ تھلگ رہتے ہوئے غلبہ دین حق کی بحالی واحیائے دین کی عظیم تحریک شیران اسلام پاکستان میں شامل ہو کر خدا اور اس کے خوشنودی حاصل کریں۔

اسلام کی دعوت وتبلیغ اور اس کے ہمہ گیر نظام (نظام مصطفیٰ) کے تعارف، برکات، ضرورت وتشریح اور مختلف حلقوں کے اعتراضات وشبہات کے ازالہ کیلئے ماہنامہ مجلۃ الحقیقہ ودیگر ضروری لٹریچر کے ذریعہ مسلسل جدوجہد

اغراض ومقاصد

☆......عقیدہ توحید اور جذبہ عشق رسول ﷺ سے نوجوانوں کو سرشار کرنا

☆......عقیدہ ختم نبوت ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ

☆......اسلام اور اکابرین اسلام کے بنی نوع انسان پر احسانات کا شعور پیدا کرنا

☆......پاکستان کے اسلامی تشخص اور اسکی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت

☆......فکری وسماجی دہشت گردی کے خلاف جہاد

☆......انسانی حقوق کے اسلامی تصور کو اجاگر کرنا

☆......طاغوتی، استحصالی، اور شیطانی قوتوں کے خلاف جہاد

☆......سلف صالحین کے مطابق اسلامی عقائد کی حفاظت

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

خبر نامہ

شمس الدین نقشبندی

محفل میلاد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

25 مئی بروز اتوار بعداز نماز عشاء جامع مسجد الرحمٰن نیو پھگواڑی راولپنڈی میں چوتھی سالانہ عظیم الشان محفل میلاد مصطفٰے ﷺ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جناب قبلہ الحاج خواجہ غلام رسول وانی امیر شیران اسلام پنجاب نے فرمائی۔ جب کہ اس بابرکت محفل میں خصوصی طور پر محقق عصر علامہ مولانا صدیق ضیاء انجنئر تربیلہ ڈیم اور جناب ڈاکٹر حمزہ مصطفائی سابق مرکزی صدر انجمن طلباء اسلام اور مرکزی ناظم اعلیٰ مصطفائی تحریک نے شرکت کی۔ اس محفل پاک میں جید علماء کرام ثناخوان مصطفٰے اور عاشقان رسول کی بھرپور تعداد نے شرکت کی نقابت کے فرائض جناب قاری غلام مصطفٰے غوری نے انجام دئے محفل کا باقاعدہ آغاز زینت القراء قاری محمد صادق ضیائی کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد صوفی مشتاق احمد نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ بعد ازاں پاکستان کے معروف قاری محمد سلیم نعیمی نے تلاوت قرآن اور نعت شریف سے محفل کو چار چاند لگا دئے۔ ان کے بعد خصوصی خطاب کے لئے عالم نبیل حضرت علامہ مولانا محمد نور المصطفٰے رضوی مرکزی ناظم اعلیٰ شیران اسلام پاکستان تشریف لائے۔ آخر میں درود وسلام کا نذرانہ قاری غلام مصطفٰے غوری نے پیش کیا اور دعائیہ کلمات جناب خواجہ غلام رسول وانی نے ادا فرمائے۔

محفل نعت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

شیران اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام مورخہ 14 جون بروز ہفتہ بمقام حماد کالونی گراونڈ نزد نوشاہی جامع مسجد شیر شاہ روڈ لاہور میں بعداز نماز عشاء سالانہ محفل نعت منعقد ہوئی۔ محفل کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ یہ نورانی، روحانی، ایمانی محفل پاک ساری رات جاری رہی۔ جس میں ملک کے نامور علماء کرام، مشائخ عظام، نعت خواں حضرات اور قراء حضرات نے شرکت فرمائی۔ غزالئی دوراں، قطب زماں حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین آسی مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی انعقاد پذیر ہونے والی اس محفل پاک میں حاضرین محفل میں بذریعہ قرعہ اندازی ایک خوش نصیب کو عمرے کا ٹکٹ دیا گیا۔ محفل کے اختتام پر لنگر تقسیم کیا گیا۔

امیر پنجاب کی خصوصی آمد

شیران اسلام صوبہ پنجاب کے امیر محترم المقام جناب غلام رسول وانی صاحب اوران کے ہمراہ تشریف لانے والے مہمان گرامی میں محترم جناب قاری غلام مصطفٰے غوری، جناب محمد اسلام باجوہ جناب عبدالرشید اور جناب صدیق ضیاء صاحبان شامل ہیں۔ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ میں مورخہ 24 جون بروز پیر صبح ساڑھے آٹھ بجے تشریف لائے جن کی زیارت کے لئے شیران اسلام کے عہدیداران مختلف شہروں سے تشریف لائے۔ بعدازاں سرپرست اعلیٰ حضور قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت تنظیم کے عہدیداران کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں تنظیم کی ترویج وترقی کے لئے اہم اقدامات کئے گئے۔ تاکہ اسے ملک گیر تنظیم بنایا جاسکے۔

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

رَبِ زِدنی علماً (القرآن) "اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما"

داخلہ جاری ہے

نرسری تا میٹرک

محکمہ تعلیم سے منظور شدہ

نقش لاثانی پبلک سکول (رجسٹرڈ)

ہاسٹل کی سہولت میسر ہے

امتیازی خصوصیات

☆ آپ کے بچوں کے اعلیٰ مستقبل کی تعمیر کا ضامن

☆ جدید سائنسی اور اسلامی تقاضوں کے عین مطابق۔

☆ ابتدائی کلاسوں سے عربی اور قرآن پاک کی تعلیم

☆ بچوں پر انتہائی خصوصی اور انفرادی توجہ

☆ تربیت یافتہ اساتذہ کی زیر نگرانی۔

☆ پرسکون اور صحت مند ماحول بہترین تعلیم و تربیت

تعلیم و تربیت ساتھ ساتھ

نقش لاثانی پبلک سکول میں تعلیم و تربیت دونوں شعبوں پر بھرپور توجہ دی جاتی ہے ہمارے نزدیک تعلیم کا مقصد چند کتابیں رٹا کر امتحان میں پاس کرانا نہیں بلکہ طالب علم میں کتاب اور قلم کی ایسی محبت پیدا کرنا ہے کہ وہ از خود سچی لگن سے حصول علم کی ہر منزل کے بعد نئی منزل کیلئے سرگرم عمل رہے۔ اسی طرح تربیت کا مقصد طالب علم کو فکری و عملی طور پر صاحب کردار اچھا انسان سچا مسلمان اور جانثار پاکستانی بنانا ہے۔

دین ہماری اولین ترجیح

آج کے اس انتہائی نازک اور پرفتن دور میں مذہب اسلام ہی ہمارے تمام مسائل کا واحد حل ہے اس لئے یہ ادارہ قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کی عظمت اجاگر کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اس مقصد کیلئے سکول میں ناظرہ قرآن، قرات درس قرآن، عربی کا خصوصی کورس اور سیرت نبوی ﷺ کو اضافی طور پر شامل نصاب کیا گیا۔

محلہ نقش لاثانی نگر .... تحصیل شکر گڑھ ضلع نارووال Ph.451250:

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim https://archive.org/search?query=creator%3A"Faizan+ul+Mustafa"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تلاوت قرآن پاک
جناب قاری محمد عمران نعیمی صاحب بھوپال

بمقام جامع مسجد طیبہ رضویہ رب نواز کالونی چھانگا روڈ ڈسکہ

مورخہ 14 اگست 2003 بروز سوموار

منتظم اعلیٰ
جناب ملک محمد یونس جنرل کونسلر چھانگا

محفل ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

سرپرست اعلیٰ
جناب چوہدری نعمان افضل ساہی صاحب

خصوصی نعت
جناب قاری شاہد محمود قادری آف ساہیوال

ثناخوان مصطفےٰ

جناب مرزا محمد اکرم طاہر قادری آف چیچہ وطنی
الحاج افتخار حسین طاہر گولڈ میڈلسٹ آف گوجرہ
جناب قاری محمد حنیف بگا صاحب آف پاکپتن شریف
جناب صابر سردار صاحب آف جڑانوالہ
جناب محمد ایوب صابر آف سمبڑیال ڈسکہ

زیر صدارت
جناب حکیم حاجی خادم حسین صاحب

زیر نگرانی
جناب محمد ارشد خاں صاحب چھانگا
محکمہ انکم ٹیکس آفیسر

مہمان خصوصی
ملک جمیل اختر ایڈووکیٹ، ممبر پبلک سیفٹی کمیشن سیالکوٹ
ملک محمد جاوید سابقہ کونسلر چھانگا

معاونین محفل
عابد بٹ صاحب سعودی عرب، استاد شفیق سعودی عرب، محمد اکبر
راجہ ممتاز علی، مستری فیاض، ندیم منہاس، معراج دین منہاس
حافظ محمد عثمان، محمد ارشاد ملک، محمد جاوید احمد PCO والے

منجانب: محبان رسول جامع مسجد طیبہ رضویہ ڈسکہ (چھانگا) Ph:613718

https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/